بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 72

شمارہ 13

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر منصور احمد

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ یا
80 ڈالر امریکن
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

7ررمضان 1444 ہجری قمری ● 30رامان 1402 ہجری شمسی ● 30رمارچ 2023ء

ارشاد باری تعالیٰ

شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ ہُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الۡہُدٰی وَالۡفُرۡقَانِ ۚ فَمَنۡ شَہِدَ مِنۡکُمُ الشَّہۡرَ فَلۡیَصُمۡہُ (بقرہ:186)

ترجمہ: رمضان کا مہینہ جس میں قرآن انسانوں کیلئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں ۔پس جو بھی تم میں سے اس مہینے کو دیکھے تو اسکے روزے رکھے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 24رمارچ 2023 کو مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے ۔آمین۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ

اَے لوگو جو ایمان لائے ہو! روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں!

وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۸۴﴾ اَيَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ كَانَ مِنۡكُمۡ مَّرِيۡضًا اَوۡ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنۡ اَيَّامٍ اُخَرَ ؕ وَعَلَى الَّذِيۡنَ يُطِيۡقُوۡنَهٗ فِدۡيَةٌ طَعَامُ مِسۡكِيۡنٍ ؕ فَمَنۡ تَطَوَّعَ خَيۡرًا فَهُوَ خَيۡرٌ لَّهٗ ؕ وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۸۵﴾ (بقرہ: 184-185)

ترجمہ :: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر (بھی) روزوں کا رکھنا (اسی طرح) فرض کیا گیا ہے جس طرح اُن لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں تا کہ تم (روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے) بچو۔ (سو تم روزے رکھو) چند گنتی کے دن ۔اور تم میں سے جو شخص مریض ہو یا سفر میں ہو تو (اُسے) اور دنوں میں تعداد (پوری کرنی) ہوگی اور ان لوگوں پر جو اِس (یعنی روزہ) کی طاقت نہ رکھتے ہوں (بطور فدیہ) ایک مسکین کا کھانا دینا (بشرطِ استطاعت) واجب ہے اور جو شخص پوری فرمانبرداری سے کوئی نیک کام کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوگا اور اگر تم علم رکھتے ہو تو (سمجھ سکتے ہو کہ) تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔

......☆......☆......☆......

صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے

کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں، صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"شَھۡرُ رَمَضَانَ الَّذِیۡۤ اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ" (البقرۃ:۱۸۶) سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیا نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے۔ کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بُعد حاصل ہوجائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے۔ پس اُنۡزِلَ فِیۡہِ الۡقُرۡاٰنُ (البقرہ:۱۸۶) میں یہی اشارہ ہے۔ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں مَیں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے۔ میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَلۡمَانُ مِنَّا اَھۡلَ الۡبَیۡتِ سلمان یعنی اَلصُّلۡحَانُ کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی۔ ایک اندرونی اور دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رِفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں جب مَشۡرَبِ حسین پر نہیں ہوں کہ جس نے جنگ کی بلکہ مَشۡرَبِ حسن پر ہوں کہ جس نے جنگ نہ کی تو مَیں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے۔ اس اثنا میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہوسکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔

نشاط و جوانی تا بہ سی سال
چہل آمد فرو ریزد پر و بال

اب جب سے چالیس سال گزر گئے دیکھتا ہوں کہ وہ بات نہیں ورنہ اوّل میں بٹالہ تک کئی بار پیدل چلا جاتا تھا اور پیدل آتا اور کوئی کسل اور ضعف مجھے نہ ہوتا اور اب تو اگر پانچ چھ میل بھی جاؤں تو تکلیف ہوتی ہے چالیس سال کے بعد حرارت غریزی کم ہونی شروع ہوجاتی ہے خون کم پیدا ہوتا ہے اور انسان کے اوپر کئی صدمات رنج و غم کے گزرتے ہیں۔ اب کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ اگر بھوک کے علاج میں زیادہ دیر ہوجائے تو طبیعت بے قرار ہوجاتی ہے۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 561 مطبوعہ قادیان 2003)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

روزہ ڈھال ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انسان کے سب کام اسکے اپنے لیے ہیں مگر روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اسکی جزا بنوں گا یعنی اسکی اس نیکی کے بدلہ میں اسے اپنا دیدار نصیب کرونگا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے روزہ ڈھال ہے، پس تم میں سے جب کسی کا روزہ ہو تو نہ وہ بیہودہ باتیں کرے نہ شور و شر کرے اگر اس سے کوئی گالی گلوچ کرے یا لڑے جھگڑے تو وہ جواب میں کہے کہ مَیں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے! روزے دار کے مُنہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے بھی زیادہ پاکیزہ اور خوشگوار ہے۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں مقدّر ہیں ایک خوشی اسے اسوقت ہوتی ہے جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری اسوقت ہوگی جب روزے کیوجہ سے اسے اللہ تعالیٰ کی ملاقات نصیب ہوگی۔

(بخاری کتاب الصوم باب هَلْ يَقُوْلُ اِنِّي صَائِمٌ اِذَا شُتِمَ ،بحوالہ حدیقۃ الصالحین حدیث نمبر 268، مصنفہ مکرم ملک سیف الرحمن صاحب)

اس شمارہ میں

قرآن و حدیث و ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 10 مارچ 2023ء (مکمل متن)

سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)

سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)

پیغام حضور انور بر موقع جلسہ سالانہ اسپین 2022

حضور انور کی طرف سے دیئے گئے بصیرت افروز جوابات

نماز جنازہ حاضر و غائب

خطبہ جمعہ بطرز سوال و جواب

نظمیں

اعلان وصایا

خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

اَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

اگر تم علم رکھتے تو سمجھ سکتے کہ تمہارا روزے رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے

روزہ ارکان اسلام میں سے ایک اہم رُکن ہے۔ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک صحتمند اور مقیم کے لئے روزہ رکھنے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ مریض اور مسافر کے لئے استثناء ہے کہ وہ دوسرے دنوں میں چھوٹے ہوئے روزے رکھیں گے، مگر ایک صحت منداور مقیم کے لئے روزہ رکھنا فرض ہے۔ ایک صحتمند اور مقیم انسان صرف کھانے کی پینے کی پابندیوں سے گھبرا کر بغیر کسی جائز عذر کے اگر روزہ نہیں رکھتا تو وہ بہت بڑا محروم اور نقصان اُٹھانے والا ہوتا ہے۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ اُس نے اپنے آپ کو کس قدر گھاٹے میں ڈالا۔ بعض نقصان اور خساروں کا انسان اندازہ لگاتا ہے لیکن یہ ایسا خسارہ ہے کہ اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے کیونکہ ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص بغیر کسی عذر شرعی و صحیح کے روزہ چھوڑتا ہے، پھر اگر وہ اس کے بدلے میں پوری زندگی روزہ رکھتا رہے تو وہ اُس چھوڑے ہوئے روزے کی تلافی نہیں کرسکتا۔

اللہ تعالیٰ نے جہاں روزے کی فرضیت اور اس کے احکام بیان فرمائے ہیں وہاں مختلف طریقوں سے اور مختلف انداز میں روزوں کی اہمیت کا ہمیں احساس دلایا ہے۔ اللہ جل شانہ چاہتا ہے کہ اس کا بندہ جو کہ صحتمند ہو اور مسافر نہ ہو وہ ضرور روزہ رکھے۔ چند سطور میں ہی اللہ تعالیٰ نے بار بار روزہ رکھنے کی تاکید فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ اس میں سراسر خیر اور بھلائی اور انسان کا اپنا ہی فائدہ ہے۔ ذیل کے سطور میں روزوں کی اہمیت قرآن مجید اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے :

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَيۡکُمُ الصِّيَامُ

اللہ تعالیٰ مومنوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اَے مومنو روزے تم پر فرض کئے گئے ہیں۔ پس یہ کوئی اختیاری معاملہ نہیں کہ جو چاہے رکھے اور جو چاہے نہ رکھے۔ روزہ رکھنا ایسا ہی فرض ہے جیسا کہ نماز فرض ہے۔ پس جس طرح نماز چھوڑنے والا گنہگار ہے اسی روزہ چھوڑنے والا بھی گنہگار ہے۔ اگر کوئی روزہ صرف اس لئے نہیں رکھتا کہ اس کے نتیجہ میں اسے کھانا چھوڑنا پڑے گا، تو اسکی یہ حالت بہت ہی افسوسناک ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کے حکم کے ماتحت ایک وقت کا کھانا نہیں چھوڑ سکتا۔ اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کر کے جو کھانا پیٹ میں جائے وہ کھانا کبھی بابرکت نہیں ہوسکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ آگے چل کر فرماتا ہے :

وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ اِنۡ كُنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ

کہ دیکھو تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے کاش کہ تم جانتے۔ یا یہ کہ اگر تم علم رکھتے تو تمہیں معلوم ہوجاتا کہ تمہارا روزہ رکھنا ہی تمہارے لئے بہتر ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین انداز میں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تم نہیں جانتے لیکن مَیں جانتا ہوں کہ روزہ رکھنا تمہارے لئے ہر لحاظ سے بہتر ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ آگے چل کر فرماتا ہے :

فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَـصُمۡهُ ؕ

کہ دیکھو تم میں سے جو بھی اس مہینہ کو پالے یعنی تم میں سے جس کسی کی زندگی میں بھی یہ مہینہ آجائے اسکو چاہئے کہ وہ اسکے روزے رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا ہی پیار بھرے اور نرم انداز میں ہمیں سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ رمضان کا مہینہ وہ بابرکت اور مقدس اور معزز مہینہ ہے جس میں قرآن کریم نازل ہوا۔ وہ قرآن کریم جو ضابطہ حیات ہے۔ پس کیا ایسے بابرکت اور مقدس مہینے کا روزہ تم نہیں رکھو گے؟ تمہیں اس مہینے کا روزہ ضرور رکھنا چاہئے اور یہی وجہ ہے جو ہم کہتے ہیں فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَـصُمۡهُ ؕ کہ جب تمہاری زندگی میں یہ مہینہ آجائے تو تم اسکے روزے رکھو۔ پھر آگے چل کر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

يُرِيۡدُ اللّٰهُ بِکُمُ الۡيُسۡرَ وَلَا يُرِيۡدُ بِکُمُ الۡعُسۡرَ

یعنی روزوں کا حکم اللہ تعالیٰ نے اس لئے دیا ہے کہ وہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، وہ تمہارے لئے تنگی اور تکلیف نہیں چاہتا۔ پس اس میں اللہ تعالیٰ نے یہ بتادیا ہے کہ تم جو گھبراتے ہو کہ کھانا پینا چھوڑنا پڑے گا، تو سمجھ لو کہ یہ تمہارے لئے رحمت کا باعث ہے نہ کہ زحمت کا باعث ہے۔ پس اللہ تعالیٰ تو روزہ کو رحمت اور آسانی قرار دیتا ہے اگر ہم اسے اپنے لئے تکلیف کا باعث سمجھیں اور اس سے گھبرائیں تو یہ ہماری بہت بڑی غلطی اور نادانی ہوگی۔

اُوپر جس حدیث کا ذکر کیا گیا ہے وہ اس طرح سے ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :

”مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ فَلَا يَقْضِيهِ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَلَوْ صَامَ الدَّهْرَ“

(مسند دارمی باب مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مُتَعَمِّدًا بحوالہ فقہ احمدیہ عبادات صفحہ 279)

جو شخص بلا عذر رمضان کا ایک روزہ بھی ترک کرتا ہے وہ شخص اگر بعد میں تمام عمر بھی اس روزہ کے بدلہ میں روزے رکھے تو بھی بدلہ نہیں چکا سکے گا۔ اور اس غلطی کا تدارک نہیں ہوسکے گا۔

جو احباب مختلف عذروں اور بہانوں کے تحت روزہ نہیں رکھتے اُن کو نصیحت کرتے ہوئے سیّدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

روزہ کے بارہ میں شریعت نے نہایت تاکید کی ہے اور جہاں اس کے متعلق حد سے زیادہ تشدد ناجائز ہے وہاں حد سے زیادہ نرمی بھی ناجائز ہے۔ پس نہ تو اتنی سختی کرنی چاہیے کہ جان تک چلی جائے اور نہ اتنی نرمی اختیار کرنی چاہیے کہ شریعت کے احکام کی ہتک ہو اور ذمہ داری کو بہانوں سے ٹال دیا جائے۔ میں نے دیکھا ہے کئی لوگ محض کمزوری کے بہانہ کی وجہ سے روزے نہیں رکھتے اور بعض تو کہہ دیتے ہیں کہ اگر روزہ رکھا جائے تو پیچش ہوجاتی ہے حالانکہ روزہ چھوڑنے کے لئے یہ کوئی کافی وجہ نہیں کہ پیچش ہوجایا کرتی ہے۔ جب تک پیچش نہ ہو انسان کے لئے روزہ رکھنا ضروری ہے۔ جب پیچش ہوجائے تو پھر بے شک چھوڑ دے۔ اسی طرح بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں روزہ رکھنے سے ضعف ہوجاتا ہے مگر یہ بھی کوئی دلیل نہیں۔ صرف اُس ضعف کی وجہ سے روزہ چھوڑنا جائز ہے جس میں ڈاکٹر روزہ رکھنے سے منع کرے ورنہ یوں تو بعض لوگ ہمیشہ ہی کمزور رہتے ہیں تو کیا وہ کبھی بھی روزہ نہ رکھیں۔ میں اڑھائی تین سال کا تھا جب مجھے کالی کھانسی ہوئی تھی۔ اُسی وقت سے میری صحت خراب ہے۔ اگر ایسے ضعف کو بہانہ بنانا جائز ہو تو میرے لئے تو شاید ساری عمر میں ایک روزہ بھی رکھنے کا موقع نہیں تھا۔ ضعف وغیرہ جسے روزہ چھوڑنے کا بہانا بنایا جاتا ہے اسی کی برداشت کی عادت ڈالنے کے لئے تو روزہ رکھا یا جاتا ہے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے قرآن کریم میں آتا ہے کہ نماز بدی اور بے حیائی سے روکتی ہے اس پر کوئی شخص کہے کہ میں نماز اس لئے نہیں پڑھتا کہ اس کی وجہ سے بدی کرنے سے رُک جاتا ہوں۔ پس روزہ کی تو غرض ہی یہی ہے کہ کمزوری کو برداشت کرنے کی عادت پیدا ہو ورنہ یوں تو کوئی یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ میں اس لئے روزہ نہیں رکھتا کہ مجھے بھوک اور پیاس کی تکلیف ہوتی ہے حالانکہ اس قسم کی تکالیف کی برداشت کی عادت پیدا کرنے ہی کے لئے روزہ مقرر کیا گیا ہے۔ جو شخص روزہ رکھے کیا وہ چاہتا ہے کہ فرشتے سارا دن اس کے پیٹ میں کباب ٹھونستے رہیں۔ وہ جب بھی روزہ رکھے گا اسے بھوک اور پیاس ضرور برداشت کرنی پڑے گی اور کچھ ضعف بھی ضرور ہوگا اور اسی کمزوری اور ضعف کو برداشت کرنے کی عادت پیدا کرنے کیلئے روزہ رکھایا جاتا ہے۔ بے شک روزہ کی اور بھی حکمتیں ہیں جیسے ایک حکمت یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے غرباء اور فاقہ زدہ لوگوں کی اعانت کی طرف توجہ پیدا ہوجاتی ہے مگر بہر حال روزہ اس لئے نہیں رکھایا جاتا کہ انسان کو کوئی تکلیف ہی نہ ہو اور وہ کوئی ضعف محسوس نہ کرے بلکہ اس لئے رکھایا جاتا ہے کہ اسے ضعف براداشت کرنے کی عادت پیدا ہو۔ پس ضعف کے خوف سے روزہ چھوڑنا ہرگز جائز نہیں سوائے اس کے کہ کوئی بوڑھا ہوچکا ہو یا ڈاکٹر اس کے ضعف کو بھی بیماری قرار دے چکا ہو۔ ایسی صورت میں بیشک روزہ نہیں رکھنا چاہیے مگر ضعف کے متعلق ظاہری ڈیل ڈول اور صورت سے بھی کوئی نتیجہ نہیں نکالنا چاہیے۔ بعض لوگ بظاہر موٹے تازے ہوتے ہیں اور چلتے پھرتے بھی ہیں لیکن دراصل وہ بیمار ہوتے ہیں اور ان کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہوتا۔ بالخصوص جن لوگوں کو دل کی بیماری ہو۔ ایسے لوگوں کے لئے بھوک پیاس کا برداشت کرنا سخت خطرناک ہوتا ہے پس کمزوری یا ضعف کا فیصلہ بظاہر دیکھنے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ دیکھنا ہوگا کہ ڈاکٹر کیا کہتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ہمارے ملک میں بہت سے ڈاکٹر بھی دیانت داری سے کام نہیں لیتے۔ ذرا کوئی شخص دو چار بار جھک کر سلام کردے تو جو چاہے ڈاکٹر سے لکھوا لے ظاہر ہے کہ ایسے سرٹیفیکیٹ کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔ لیکن اگر حقیقی طور پر ڈاکٹر کسی کو مشورہ دے کہ اسے کے لئے روزہ رکھنا مضر ہے تو گو وہ بظاہر تندرست بھی نظر آئے اس کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 386)

اللہ تعالیٰ ہمیں روزوں کی اہمیت کو سمجھنے اور اسکا حق ادا کرنیکی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (منصور احمد مسرور)

ہے وقت سازگار ماہِ صیام میں
سجدوں میں ہو پکار ماہِ صیام میں

(منصورہ فضل مَنؔ قادیان)

ہے وقت سازگار یہ ماہِ صیام میں   سجدوں میں ہو پکار یہ ماہِ صیام میں
پھوٹی ہے آبشار یہ ماہِ صیام میں   آنکھیں ہیں اشکبار یہ ماہِ صیام میں
آنگن میں نیکیوں کے کنول ہیں کھلے ہوئے   ہے موسمِ بہار یہ ماہِ صیام میں
ذکرِ خدا سے گھر کو معطر ہے کر دیا   چہروں پہ ہے نکھار یہ ماہِ صیام میں
دوزخ کہ در پہ قفل پڑے اور بہشت کے   کھولے گئے دیار یہ ماہِ صیام میں
رحمت کی بارشوں سے دھلیں گے بلا شبہ   بدیوں کے سب غبار یہ ماہِ صیام میں
دن رات کے قیام رکوع و سجود سے   کرتے ہیں ہم سنگھار یہ ماہِ صیام میں
سحری میں اشتیاق سے اٹھتے ہیں طفل بھی   بنتے ہیں با وقار یہ ماہِ صیام میں
گنتی کے چند روز فقط چند روز گو   ہے فضل بے شمار یہ ماہِ صیام میں
کوتاہیوں کو بخش دے غفلت کو بخش دے   مَنؔ میرا شرمسار یہ ماہِ صیام میں

......☆......☆......☆......

خطبہ جمعہ

یہ معجزہ صرف قرآنِ شریف ہی کا ہے کہ فصاحت و بلاغت بھی ہے، سچائی بھی ہے، حکمت کی باتیں بھی ہیں

جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں

”حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

”قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھادیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

”یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جاسکتا اور کسی کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا لیکن اس کے باوجود اس کے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

”اس وقت کوئی اَور مذہب ایسا نہیں ہے جس کا پیرو اور متبع یہ دعویٰ کرسکتا ہو کہ وہ پیشگوئیاں کرسکتا ہے یا اس سے خوارق کا ظہور ہوتا ہے اس لئے اس پہلو سے قرآن شریف کا معجزہ تمام کتابوں کے اعجاز سے بڑھا ہوا ہے۔“

”یہ فخر قرآن شریف ہی کو ہے کہ جہاں وہ دوسرے مذاہب باطلہ کا رد کرتا ہے اور انکی غلط تعلیموں کو کھولتا ہے وہاں اصلی اور حقیقی تعلیم بھی پیش کرتا ہے۔“ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

قرآن ایک آسان فہم کتاب ہے

بڑا سادہ طریقہ ہے، جو احکامات کرنے کے ہیں، جو ظاہری احکام تمہیں نظر آرہے ہیں ان پر عمل کرو، جن سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ اسی سے خدا خوش ہوجائے گا

جلسہ سالانہ بنگلہ دیش پر بلوائیوں کے حملے میں جامِ شہادت نوش کرنے والے مکرم زاہد حسین صاحب کے علاوہ مکرم کمال بداح صاحب آف الجزائر ڈاکٹر شمیم احمد ملک صاحبہ آف کینیڈا، مکرم فرہاد احمد امینی صاحب آف جرمنی اور مکرم چودھری جاوید احمد بسمل صاحب آف کینیڈا کا ذکرِ خیر اور نمازِ جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 10/مارچ 2023ء بمطابق 10/امان 1402 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

آج کل خطبات میں قرآن کریم کے محاسن کا ذکر کر رہا ہوں، خوبیوں کا ذکر کر رہا ہوں۔ اسکے محاسن اور خوبیاں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قرآن کریم کامل کتاب ہے۔ اس سلسلہ میں آپؑ وضاحت کرتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ”میں سچ کہتا ہوں کہ قرآن شریف ایسی کامل اور جامع کتاب ہے کہ کوئی کتاب اس کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔“ آپؑ نے مثال دیتے ہوئے فرمایا کہ ”کیا وید میں کوئی ایسی شرتی ہے جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ کا مقابلہ کرے۔ اگر زبانی اقرار کوئی چیز ہے یعنی اس کے ثمرات اور نتائج کی حاجت نہیں تو پھر ساری دنیا کسی نہ کسی رنگ میں خدا تعالیٰ کا اقرار کرتی ہے۔ اور بھگتی، عبادت، صدقہ خیرات کو بھی اچھا سمجھتی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں ان باتوں پر عمل بھی کرتی ہے۔ پھر ویدوں نے آکر دنیا کو کیا بخشا؟“ یہاں تک ہندوؤں کو یہ جواب دے رہے تھے۔ ”یا تو یہ ثابت کرو کہ جو قومیں وید کو نہیں مانتی ہیں ان میں نیکیاں بالکل مفقود ہیں اور یا کوئی اور امتیازی نشان بتاؤ۔“ فرماتے ہیں: ”قرآنِ شریف کو جہاں سے شروع کیا ہے ان ترقیوں کا وعدہ کرلیا ہے جو بالطبع روح تقاضا کرتی ہے۔ چنانچہ سورہ فاتحہ میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ (الفاتحہ:6) کی تعلیم کی اور فرمایا کہ تم یہ دعا کرو کہ اے اللہ! ہم کو صراطِ مستقیم کی ہدایت فرما۔“ یہ دعا بھی دی اور ہدایت فرمانے کی جب دعا دی تو اسکا مطلب، وعدہ بھی کیا کہ میں صراط مستقیم پہ چلاؤں گا۔ پھر فرمایا کہ ”وہ صراط مستقیم جو اُن لوگوں کی راہ ہے جن پر تیرے انعام و اکرام ہوئے۔ اس دعا کے ساتھ ہی سورہ البقرہ کی پہلی ہی آیت میں یہ بشارت دے دی ذٰلِکَ الْکِتٰبُ لَا رَیْبَ فِیْہِ ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ:3)“ اگر ہدایت کی دعا سکھائی تو اِس کے حصول کے لیے ایک لائحہ عمل بھی بتادیا کہ اس پر عمل کرو۔ یہ کتاب ہے جس پر عمل کرنے سے تمہیں، متقیوں کو ہدایت ملے گی۔ ”گویا روحیں دعا کرتی ہیں اور ساتھ ہی قبولیت اپنا اثر دکھاتی ہے اور وہ وعدہ دعا کی قبولیت کا قرآن مجید کے نزول کی صورت میں پورا ہوتا ہے۔ ایک طرف دعا ہے اور دوسری طرف اس کا نتیجہ موجود ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کا فضل اور کرم ہے جو اس نے فرمایا مگر افسوس دنیا اس سے بے خبر اور غافل ہے اور اس سے دور رہ کر ہلاک ہو رہی ہے۔“

پھر آپؑ فرماتے ہیں کہ ”میں پھر کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے جو ابتدائے قرآن مجید میں متقیوں کے صفات بیان فرمائے ہیں ان کو معمولی صفات میں رکھا ہے لیکن جب انسان قرآنِ مجید پر ایمان لا کر اسے اپنی ہدایت کے لیے دستور العمل بناتا ہے تو وہ ہدایت کے اُن اعلیٰ مدارج اور مراتب کو پالیتا ہے جو ھُدًی لِّلْمُتَّقِیْنَ (البقرۃ:3) میں مقصود رکھے ہیں۔ قرآنِ شریف کی اس علت غائی کے تصور سے ایسی لذت اور سرور آتا ہے کہ الفاظ میں ہم اس کو بیان نہیں کرسکتے کیونکہ اس سے خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور قرآن مجید کے کمال کا پتہ لگتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 8 صفحہ 317-318 ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کو کھولتے ہوئے کہ قرآن کریم کی تعلیم ایک کامل تعلیم ہے آپؑ فرماتے ہیں کہ ”زمانہ ضرورت بعثت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اَور دلیل ہے اور انجام اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ میں فرمادیا۔“ یعنی زمانہ جو تھا، اس وقت حالات جو تھے دنیا کے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی دلیل ہے کیونکہ ضرورت تھی اُس وقت اور پھر اس کا انجام کیا ہوا اس بعثت کا، تعلیم کیسی ہوئی مکمل وہ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ میں فرمادیا۔ فرمایا کہ ”گویا یہ بابِ نبوت کی دوسری فصل ہے۔ اکمال سے یہی مطلب نہیں کہ سورتیں اتار دیں بلکہ تکمیل نفس اور تطہیر قلب کی۔“ قرآن کریم اتار دیا، تعلیم دے دی، کتاب اتار دی۔ یہی کمال نہیں ہے بلکہ کمال یہ ہے کہ انسان کے نفس کی حالت کو بھی مکمل کر دیا۔ جو عمل کرنے والے ہیں ان کو مکمل انسان بنا دیا۔ تطہیرِ قلب کی۔ اُن کے دلوں کو پاک کر دیا۔ فرمایا کہ ”وحشیوں سے انسان پھر اس کے بعد عقلمند اور با اخلاق انسان اور پھر با خدا انسان بنا دیا اور تطہیر نفس، تکمیل اور تہذیبِ نفس کے مدارج طے کرا دیئے۔“ انسان کو تہذیب کے بھی اعلیٰ مدارج سکھا دیے، نفس کے پاک کرنیکے بھی اعلیٰ مدارج سکھا دیے اور ان کی انتہا بھی کر دی۔ ”اور اسی طرح پر کتاب اللہ کو بھی پورا اور کامل کر دیا۔“ فرمایا کہ ”یہانتک کہ کوئی سچائی اور صداقت نہیں جو قرآن شریف میں نہ ہو۔ میں نے اگنی ہوتری کو بارہا کہا“ یہ ہندوؤں کی مذہبی تنظیم کے ایک بانی تھے۔ پہلے ایک فرقے میں تھے پھر انہوں نے اپنا فرقہ شروع کیا یا تنظیم شروع کی۔ بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے انکی کافی بحث چلتی رہی۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کو بارہا کہا ”کہ کوئی ایسی سچائی بتاؤ جو قرآن شریف میں نہ ہو مگر وہ نہ بتا سکا۔ ایسا ہی ایک زمانہ مجھ پر گذرا ہے کہ میں نے بائبل کو سامنے رکھ کر دیکھا۔ جن باتوں پر عیسائی ناز کرتے ہیں وہ تمام سچائیاں مستقل طور پر اور نہایت ہی اکمل طور پر قرآن مجید میں موجود ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کو اس طرف توجہ نہیں۔ وہ قرآن شریف پر تدبر ہی نہیں کرتے اور نہ ان کے دل میں کچھ عظمت ہے ورنہ یہ تو ایسا فخر کا مقام ہے کہ اس کی نظیر دوسروں میں ہے ہی نہیں۔“

فرمایا: ”غرض اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ (المائدۃ:4) کی آیت دو پہلو رکھتی ہے۔ ایک یہ کہ تمہاری تطہیر کر چکا۔“ پاک کر دیا تمہیں۔ ”دوم کتاب مکمل کر چکا۔“ مکمل شریعت تمہارے پہ اتار دی۔ فرماتے ہیں ”کہتے ہیں جب یہ آیت اتری وہ جمعہ کا دن تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی یہودی نے کہا کہ اس آیت کے نزول

کے دن عید کر لیتے۔'' ایسی کامل اور پُراثر آیت ہے کہ اس دن تو خوشی میں عید ہونی چاہیے تھی۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کو یہ کہا۔ ''حضرت عمرؓ نے کہا کہ جمعہ عید ہی ہے۔'' جمعہ والے دن یہ آیت اتری تو'' جمعہ عید ہی ہے مگر بہت سے لوگ اس عید سے بے خبر ہیں۔ دوسری عیدوں کو کپڑے بدلتے ہیں لیکن اس عید کی پروانہیں کرتے اور میلے کچیلے کپڑوں کے ساتھ آتے ہیں۔'' جمعے کی اہمیت بھی آپؑ واضح فرما رہے ہیں کہ جمعہ پڑھنا کتنا ضروری ہے۔ فرمایا کہ ''میرے نزدیک یہ عید دوسری عیدوں سے افضل ہے۔'' یعنی جمعہ پہ بھی خاص اہتمام ہونا چاہیے۔ جمعہ پہ شامل ہونے کا انتظام ہونا چاہیے۔ صرف سال کے بعد عید پڑھنا نہیں۔ فرمایا کہ ''اسی عید کے لیے سورۂ جمعہ ہے اور اسی کے لیے قصر نماز ہے اور جمعہ وہ ہے جس میں عصر کے وقت آدم پیدا ہوئے۔ اور یہ عید اس زمانہ پر بھی دلالت کرتی ہے کہ پہلا انسان اس عید کو پیدا ہوا۔ قرآن شریف کا خاتمہ اسی پر ہوا۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 399 ایڈیشن 1984ء)

پھر اس بات کی وضاحت فرماتے ہوئے کہ قرآنِ کریم حدیث پر قاضی ہے آپؑ فرماتے ہیں :

''ایک اَور غلطی اکثر مسلمانوں کے درمیان ہے کہ وہ حدیث کو قرآن شریف پر مقدم کرتے ہیں حالانکہ یہ غلط بات ہے۔ قرآن شریف ایک یقینی مرتبہ رکھتا ہے اور حدیث کا مرتبہ ظنی ہے۔'' قرآن کریم کی تعلیم تو ایک یقینی تعلیم ہے لیکن حدیث کو ہم یقینی نہیں کہہ سکتے۔ وہ بہت ساری روایتیں تو بعد میں اکٹھی ہوئیں۔ فرمایا کہ ''حدیث قاضی نہیں بلکہ قرآن اس پر قاضی ہے۔'' فیصلہ کرنا قرآن کا کام ہے۔ ''ہاں حدیث قرآن شریف کی تشریح ہے۔'' بہت ساری حدیثیں ہیں جن سے آیت کی تشریح مل جاتی ہے۔ ''اس کو اپنے مرتبہ پر رکھنا چاہئے۔ حدیث کو اس حد تک ماننا ضروری ہے کہ قرآن شریف کے مخالف نہ پڑے اور اس کے مطابق ہو لیکن اگر اس کے مخالف پڑے تو وہ حدیث نہیں بلکہ مردود قول ہے۔ لیکن قرآنِ شریف کے سمجھنے کے واسطے حدیث ضروری ہے۔'' لیکن ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ حدیث میں بہت ساری حدیثیں ایسی ہیں جس سے بعض آیات کی وضاحت ہوتی ہے۔ بعض بزرگ صحابہ کی روایتیں ہیں اس لیے اس کو سمجھنا بھی چاہیے لیکن یہ خیال رکھو کہ حدیث قرآن کریم کے مخالف نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ ''قرآن شریف میں جو احکام الٰہی نازل ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عملی رنگ میں کر کے اور کرا کے دکھادیا اور ایک نمونہ قائم کر دیا۔ اگر یہ نمونہ نہ ہوتا تو اسلام سمجھ میں نہ آسکتا لیکن اصل قرآن ہے۔ بعض اہلِ کشف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست ایسی احادیث سنتے ہیں جو دوسروں کو معلوم نہیں ہوئیں یا موجودہ احادیث کی تصدیق کر لیتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد 8 صفحہ 363-364 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے بارے میں بھی لکھا ہوا ہے کہ میں نے بھی بعض احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنیں۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 1 حصہ سوم صفحہ 550 روایت نمبر 572)

پھر فصاحت قرآن کے بارے میں بیان فرماتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ

''قرآن شریف ...... عبارت میں اس قدر فصاحت اور موزونیت اور لطافت اور نرمی اور آب وتاب رکھتا ہے کہ اگر کسی سرگرم نکتہ چین اور سخت مخالفِ اسلام کو کہ جو عربی کی املاء انشاء میں کامل دستگاہ رکھتا ہو حاکم باختیار کی طرف سے یہ پُرتہدید حکم سنایا جائے کہ اگر تم مثلاً بیس برس کے عرصے میں کہ گویا ایک عمر کی میعاد ہے۔ اس طور پر قرآن کی نظیر پیش کر کے نہ دکھلاؤ کہ قرآن کے کسی مقام میں سے صرف دو چار سطر کا کوئی مضمون لے کر اسی کے برابر یا اس سے بہتر کوئی نئی عبارت بنا لاؤ۔ جس میں وہ سب مضمون معہ اپنے تمام دقائق حقائق کے آجائے اور عبارت بھی ایسی بلیغ اور فصیح ہو جیسی قرآن کی تو تم کو اس عجز کی وجہ سے سزائے موت دی جاوے گی تو پھر بھی باوجود سخت عناد اور اندیشہ رسوائی اور خوف موت کی نظیر بنانے پر ہرگز قادر نہیں ہوسکتا اگرچہ دنیا کے صد ہا زبان دانوں اور انشا پردازوں کو اپنے مددگار بنا لے۔'' (براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 286 تا 297)

اب ایک طرف خوف بھی ہے۔ فرمایا کہ حاکم کی طرف سے اس کو بیس سال کا عرصہ بھی دے دیا جائے کہ قرآن شریف جیسی کوئی نظیر بنا کر لاؤ، چند آیتیں ہی بنا کے لے آؤ، سطریں ہی بنا کے لے آؤ لیکن وہ اس کے باوجود نہیں لاسکتا۔ یہ ہے کمال قرآن کریم کا اور اس کی فصاحت کا۔ آپؑ نے فرمایا یہ کوئی خیالی یا فرضی بات نہیں ہے بلکہ جب سے کہ قرآن شریف نازل ہوا ہے یہ چیلنج دنیا کے سامنے ہے کہ تم لے کے آؤ۔ آج بھی بعض اسلام مخالف اس کی نظیر لانے کی کوشش کرتے ہیں۔ آئے دن کوئی نہ کوئی شوشہ چھوڑ دیتا ہے اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم مثال پیش کرتے ہیں لیکن قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کے قریب بھی نہیں پہنچ سکتے۔ صرف دعوے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''فصاحت، بلاغت میں (اس کا مقابلہ ناممکن ہے) مثلاً سورۂ فاتحہ کی موجودہ ترتیب چھوڑ کر کوئی اور ترتیب استعمال کرو تو وہ مطالبِ عالیہ اور مقاصدِ عظمیٰ جو اس ترتیب میں موجود ہیں ممکن نہیں کہ کسی دوسری ترتیب میں بیان ہوسکیں۔ کوئی سی سورت لے لو۔ خواہ قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ (الاخلاص:2) ہی کیوں نہ ہو۔ جس قدر نرمی اور ملاطفت کی رعایت کو ملحوظ رکھ کر اس میں معارف اور حقائق ہیں وہ کوئی دوسرا بیان نہ کر سکے گا۔ یہ بھی فقط اعجازِ قرآن ہی ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے جب بعض نادان مقاماتِ حریری یا سبع معلقہ'' یہ دو کتابیں ہیں ''کو بے نظیر اور بے مثل کہتے ہیں۔'' کہ بہت اعلیٰ کتابیں ہیں۔ ان کی تو مثال ہی کوئی نہیں۔ فرماتے ہیں کہ ''اور اس طرح پر قرآن کریم کی بے مانندیت پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اتنا نہیں سمجھتے کہ اوّل تو حریری کے مصنف نے کہیں اس کے بے نظیر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور دوم یہ کہ مصنف حریری خود قرآن کریم کی اعجازی فصاحت کا قائل تھا۔ علاوہ ازیں معترضین راستی اور صداقت کو ذہن میں نہیں رکھتے بلکہ ان کو چھوڑ کر محض الفاظ کی طرف جاتے ہیں۔ مندرجہ بالا کتابیں حق اور حکمت سے خالی ہیں۔ اعجاز کی خوبی اور وجہ تو یہی ہے کہ ہر ایک قسم کی رعایت کو زیرِ نظر رکھے۔ فصاحت اور بلاغت بھی ہاتھ سے جانے نہ دے۔ صداقت اور حکمت کو بھی نہ چھوڑے۔ یہ معجزہ صرف قرآن شریف ہی کا ہے'' کہ فصاحت و بلاغت بھی ہے، سچائی بھی ہے، حکمت کی باتیں بھی ہیں۔ ''جو آفتاب کی طرح روشن ہے اور ہر پہلو سے اپنے اندر اعجازی طاقت رکھتا ہے۔'' (ملفوظات جلد 1 صفحہ 84-85 ایڈیشن 1984ء)

پھر فرماتے ہیں کہ

''قرآن شریف کے معجزہ فصاحت و بلاغت کے جواب میں ایک دفعہ پادری فنڈر نے حریری اور ابوالفضل اور بعض انگریزی کتابوں کو پیش کیا تھا۔ مدت کی بات ہے۔ ہم نے اس وقت بھی یہی سوچا تھا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے کیونکہ اول تو ان مصنفین کو کبھی یہ دعویٰ نہیں ہوا کہ ان کا کلام بے مثل ہے بلکہ وہ خود اپنی کم مائیگی کا ہمیشہ اقرار کرتے رہے ہیں اور قرآنِ شریف کی تعریف کرتے ہیں۔ دوسرا ان لوگوں کی کتابوں میں معنی الفاظ کے تابع ہو کر چلتا ہے۔ صرف الفاظ جوڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ قافیہ کے واسطے ایک لفظ کے مقابل دوسرا لفظ تلاش کیا جاتا ہے اور کلام میں حکمت اور معارف کا لحاظ نہیں ہوتا اور قرآن شریف میں التزام ہے حق اور حکمت کا۔'' سچائی بھی ہے۔ حکمت بھی ہے۔ صرف الفاظ کا جوڑ نا نہیں ہے۔ اس میں خوبصورتی پیدا نہیں کی گئی۔ فرمایا کہ ''اصل میں اس بات کا نباہنا کہ حق اور حکمت کے کلمات کے ساتھ قافیہ بھی درست ہو یہ بات تائیدِ الٰہی سے حاصل ہوتی ہے۔'' یہ اصل چیز ہے کہ حق اور حکمت بھی ہو اور قافیہ بھی درست ہو تب پتہ لگتا ہے تائیدِ الٰہی ہے۔ ''ورنہ انسانوں کے کلام ایسے ہوتے ہیں جیسا کہ حریری وغیرہ۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 205 ایڈیشن 1984ء)

پھر آپؑ ایک مجلس میں اس بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ تفسیر اعجاز المسیح کے متعلق یہ ذکر تھا کہ مخالفین میں سے کسی کو خدا نے یہ طاقت نہیں دی کہ اس کا مقابلہ کر سکے۔ یہ تفسیر کا ذکر ہو رہا تھا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک مجلس میں یہ ذکر ہو رہا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''قرآن شریف کے ایک معجزہ ہونے کے متعلق دو مذہب ہیں۔ ایک تو یہ کہ خدا تعالیٰ نے مخالفین سے صَرفِ ہمت کر دیا۔ یعنی ان لوگوں کو توفیق نہ ہوئی کہ اس وقت مقابلہ میں کچھ کر کے دکھلاتے اور دوسرا مذہب جو کہ صحیح اور سچا اور پکا مذہب ہے اور ہمارا بھی وہی مذہب ہے۔ وہ یہ ہے کہ مخالف خود اس بات میں عاجز تھے کہ مقابلہ کر سکتے۔ اصل میں ان کے علم اور عقل چھینے گئے تھے۔ قرآن شریف کا معجزہ ہماری تفسیر القرآن کے معاملہ سے خوب سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہزاروں مخالف موجود ہیں جو عالم فاضل کہلاتے ہیں۔ کئی غیرت دلانے والے الفاظ بھی اشتہار میں لکھے گئے ہیں مگر کوئی ایسا نہ کرسکا کہ اس نشان کا مقابلہ کرتا۔'' (ملفوظات جلد 2 صفحہ 217-218 ایڈیشن 1984ء)

پس آپؑ کی کتب کو اس نظریے سے بھی ہمیں پڑھنا چاہیے کہ قرآن شریف کی سمجھ آئے۔ پھر ایک موقع پر آپؑ فرماتے ہیں کہ ''خدا تعالیٰ نے قرآن شریف کو جو معجزہ عطا فرمایا ہے وہ اعلیٰ درجہ کی اخلاقی تعلیم اور اصول تمدن کا ہے اور اس کی بلاغت اور فصاحت کا ہے جس کا مقابلہ کوئی انسان کر نہیں سکتا اور ایسا ہی معجزہ غیب کی خبروں اور پیشگوئیوں کا ہے۔ اس زمانے کا کوئی شعبدہ بازی میں استاد ہرگز ایسا کرنے کا دعویٰ نہیں کرتا۔'' فصاحت و بلاغت بھی ہے اور غیب کی خبریں، پیشگوئیاں بھی موجود ہیں۔ یہ کوئی جادوگر تو نہیں دکھا سکتا۔ شعبدہ باز تو ایسی باتیں نہیں دکھا سکتا نہ دعویٰ کرسکتا۔ فرمایا ''اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمارے نشانات کو ایک تمیز صاف عطا فرمائی ہے تا کہ کسی شخص کو حیلہ حجت بازی کا نہ رہے اور اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے نشانات کھول کھول کر دکھائے ہیں جن میں کوئی شک وشبہ اپنا دخل نہیں پیدا کرسکتا۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 172 ایڈیشن 1984ء)

پھر قرآن کریم کی فصاحت کے بارے میں آپؑ نے فرمایا:

''لوگوں کی فصاحت اور بلاغت الفاظ کے ماتحت ہوتی ہے اور اس میں سوائے قافیہ بندی کے اَور کچھ نہیں ہوتا۔ جیسے ایک عرب نے لکھا ہے سَافَرۡتُ اِلٰی رُوۡمٍ وَ اَنَا عَلٰی جَمَلٍ مَاۡلُوۡمٍ۔ میں روم کو روانہ ہوا اور میں ایک ایسے اونٹ پر سوار ہوا جسکا پیشاب بند تھا۔ یہ الفاظ صرف قافیہ بندی کے واسطے لائے گئے ہیں۔ یہ قرآن شریف کا اعجاز ہے کہ اس میں سارے الفاظ ایسے موتی کی طرح پروئے گئے ہیں اور اپنے اپنے مقام پر رکھے گئے ہیں کہ کوئی ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ نہیں رکھا جا سکتا اور کسی کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جا سکتا لیکن اسکے باوجود اسکے قافیہ بندی اور فصاحت و بلاغت کے تمام لوازم موجود ہیں۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 172-173 ایڈیشن 1984ء)

پھر قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا حسن بیان فرماتے ہیں۔ ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا کہ ''جس قدر یہ نشانات اور آیات یہاں ظاہر ہو رہی ہیں یہ درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خوارق اور معجزات اور یہ پیشگوئیاں قرآن شریف ہی کی پیش گوئیاں ہیں کیونکہ آپؐ ہی کے اتباع اور قرآن شریف ہی کی تعلیم کے ثمرات ہیں۔ اور اس وقت کوئی اَور مذہب ایسا نہیں ہے جس کا پیرو اور متبع یہ دعویٰ کرسکتا ہو کہ وہ پیشگوئیاں کرسکتا ہے یا اس سے خوارق کا ظہور ہوتا ہے۔ اس لئے اس پہلو سے قرآن شریف کا معجزہ تمام کتابوں کے اعجاز سے بڑھا ہوا ہے۔'' آپ کے اپنے معجزات جو ہیں وہ بھی قرآن شریف کی وجہ سے ہی ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی وجہ سے ہیں۔ پھر فرمایا کہ ''پھر ایک اَور پہلو فصاحت بلاغت ایسی اعلیٰ درجہ کی اور مُسلَّم ہے کہ انصاف پسند دشمنوں کو بھی اسے ماننا پڑا ہے۔ قرآنِ شریف نے فَاۡتُوۡا بِسُوۡرَةٍ مِّنۡ مِّثۡلِهٖ (البقرة:24) کا دعویٰ کیا لیکن آج تک کسی سے ممکن نہیں ہوا کہ اس کی مثل لاسکے۔'' یہ دعویٰ قرآن شریف کا ہے کہ اس جیسی سورت لے کے آؤ۔ ''عرب جو بڑے فصیح و بلیغ بولنے والے تھے اور خاص موقعوں پر بڑے بڑے مجمع کرتے اور ان میں اپنے قصائد سناتے تھے وہ بھی اس کے مقابلہ میں عاجز ہو گئے۔ اور پھر قرآن شریف کی فصاحت و بلاغت ایسی نہیں ہے کہ اس میں صرف الفاظ کا تتبع کیا جاوے'' ان کی پیروی کرو، یعنی ان کو follow کرو'' اور معانی اور مطالب کی پرواہ نہ کی جاوے بلکہ جیسا اعلیٰ درجہ کے الفاظ ایک عجیب ترتیب کے ساتھ رکھے گئے ہیں اسی طرح پر حقائق اور معارف کو ان میں بیان کیا گیا ہے اور یہ رعایت انسان کا کام نہیں کہ وہ حقائق اور معارف کو بیان کرے اور فصاحت و

بلاغت کے مراتب کو بھی ملحوظ رکھے۔“

فرمایا کہ ”ایک جگہ فرماتا ہے یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً۔ فِيۡهَا كُتُبٌ قَيِّمَةٌ (البیّنہ :3-4) یعنی ان پر ایسے صحائف پڑھتا ہے کہ جن میں حقائق و معارف ہیں۔ انشاء والے جانتے ہیں کہ انشاء پردازی میں پاکیزہ تعلیم اور اخلاقِ فاضلہ کو ملحوظ رکھنا بہت ہی مشکل ہے اور پھر ایسی مؤثر اور جاذب تعلیم دینا جو صفاتِ رذیلہ کو دور کر کے بھی دکھاوے اور ان کی جگہ اعلیٰ درجہ کی خوبیاں پیدا کردے۔ عربوں کی جو حالت تھی وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ وہ سارے عیبوں اور برائیوں کا مجموعہ بنے ہوئے تھے اور صدیوں سے اُن کی یہ حالت بگڑی ہوئی تھی مگر کس قدر آپؐ کے فیوضات اور برکات میں قوت تھی کہ تیئیس برس کے اندر کُل ملک کی کایا پلٹ دی۔ یہ تعلیم ہی کا اثر تھا۔“ فرمایا کہ ”ایک چھوٹی سے چھوٹی سورۃ بھی اگر قرآن شریف کی لے کر دیکھی جاوے تو معلوم ہوگا کہ اس میں فصاحت و بلاغت کے مراتب کے علاوہ تعلیم کی ذاتی خوبیوں اور کمالات کو اس میں بھر دیا ہے۔ سورۂ اخلاص ہی کو دیکھو کہ توحید کے کُل مراتب کو بیان فرمایا ہے۔“ چھوٹی سی سورت ہے لیکن توحید کا پورا مضمون اس میں بیان کر دیا ہے ”اور ہر قسم کے شرکوں کا رد کر دیا ہے۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کو دیکھو کس قدر اعجاز ہے۔ چھوٹی سی سورۃ جس کی سات آیتیں ہیں لیکن دراصل سارے قرآن شریف کا فن اور خلاصہ اور فہرست ہے اور پھر اس میں خدا تعالیٰ کی ہستی، اس کے صفات، دعا کی ضرورت، اس کی قبولیت کے اسباب اور ذرائع، مفید اور سودمند دعاؤں کا طریق، نقصان رساں راہوں سے بچنے کی ہدایت سکھلائی ہے وہاں دنیا کے کل مذاہب باطلہ کا رد اس میں موجود ہے۔“ اس سورۃ فاتحہ میں چھوٹی سی سورت میں ساری باتیں آگئیں۔ ”اکثر کتابوں اور اہل مذہب کو دیکھو گے کہ وہ دوسرے مذہب کی برائیاں اور نقص بیان کرتے ہیں اور دوسری تعلیموں پر نکتہ چینی کرتے ہیں مگر ان نکتہ چینیوں کو پیش کرتے ہوئے یہ کوئی اہل مذہب نہیں کرتا کہ اس کے بالمقابل کوئی عمدہ تعلیم بھی پیش کرے اور دکھائے کہ اگر میں فلاں بری بات سے بچانا چاہتا ہوں تو اس کی بجائے یہ اچھی تعلیم دیتا ہوں یہ کسی مذہب میں نہیں، یہ فخر قرآن شریف ہی کو ہے کہ جہاں وہ دوسرے مذاہب باطلہ کا رد کرتا ہے اور ان کی غلط تعلیموں کو کھولتا ہے وہاں اصلی اور حقیقی تعلیم بھی پیش کرتا ہے۔“ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 46 تا 48 ایڈیشن 1984ء)

یہ خوبصورتی ایسی ہے جسے آج کے نام نہاد پڑھے لکھے بھی ردّ نہیں کر سکتے۔ بہت سے مواقع پر میں نے دیکھا ہے کہ جب غیروں کے سامنے قرآن شریف کی تعلیم کے مطابق کسی مسئلہ کا حل رکھا جائے تو وہ اسے تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن کریم کی خوبیاں بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قرآن ایک آسان فہم کتاب ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ”بعض نادان لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہم قرآن شریف کو نہیں سمجھ سکتے اس واسطے اس کی طرف توجہ نہیں کرنی چاہئے کہ یہ بہت مشکل ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔“ بہانہ بنا دیا کہ بڑا مشکل ہے جی قرآن شریف کو سمجھنا۔ اس کو ہم سمجھ نہیں سکتے اس لیے زیادہ توجہ کی ضرورت نہیں۔ بس پڑھ لیا تو کافی ہے۔ فرمایا کہ ”قرآن شریف نے اعتقادی مسائل کو ایسی فصاحت کے ساتھ سمجھایا ہے جو بے مثل اور بے مانند ہے اور اس کے دلائل دلوں پر اثر ڈالتے ہیں۔“ جہاں تک اعتقادی مسائل کا تعلق ہے بڑا کھل کے بتایا ہے۔ فرمایا کہ ”یہ قرآن ایسا بلیغ اور فصیح ہے کہ عرب کے بادیہ نشینوں کو جو بالکل اَن پڑھ تھے سمجھا دیا تھا تو پھر اب کیونکر اس کو نہیں سمجھ سکتے۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 228 ایڈیشن 1984ء)

وہ اَن پڑھ لوگ جو تھے، گاؤں میں رہنے والے تھے بالکل جاہل تھے بلکہ انسانوں سے بھی نیچے گرے ہوئے تھے جن کو باخدا انسان بنایا۔ ان کو اگر سمجھ آگئی تو اب کیوں نہیں تم لوگوں کو سمجھ آسکتی جن میں اکثریت کچھ نہ کچھ پڑھے لکھوں کی ہے۔ فرمایا کہ

”سیدھی اور سچی اور سادہ عام فہم منطق وہ ہے جو قرآن شریف میں ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ ایک سیدھی راہ ہے جو خدا تعالیٰ نے ہم کو سکھلا دی ہے۔ چاہئے کہ آدمی قرآن شریف کو غور سے پڑھے۔ اس کے امر اور نہی کو جدا جدا دیکھ رکھے۔“ جو باتیں کہنے والی، عمل کرنے والی ہیں ان کو دیکھے۔ جن سے منع کیا گیا ہے ان کو دیکھے، علیحدہ رکھے ”اور ان پر عمل کرے اور اسی سے وہ اپنے خدا کو خوش کر لے گا۔“

بڑا سادہ طریقہ ہے، جو احکامات کرنے کے ہیں، جو ظاہری احکام تمہیں نظر آ رہے ہیں ان پر عمل کرو، جن سے روکا گیا ہے ان سے رک جاؤ اسی سے خدا خوش ہو جائے گا۔

”باقی منطقیوں اور صوفیوں نے جو اصطلاحیں بنائیں ہیں وہ اکثر لوگوں کے واسطے ٹھوکر کا موجب ہو جاتی ہیں کیونکہ ان میں پیچیدگیاں اور مشکلات ہیں۔“ منطقیوں اور صوفیوں کے پیچھے نہ چلو۔ انہوں نے تو ایسی ایسی اصطلاحیں بنادی ہیں، ایسے ایسے مشکل رنگ میں قرآن شریف کو پیش کیا ہے کہ اس سے ٹھوکر ہی لگتی ہے اور کچھ نہیں سمجھ آتی۔ پس اگر دنیا میں لوگوں کو مشکل پیش آتی ہے تو منطقیوں اور صوفیوں کی وجہ سے یا نام نہاد علماء کی وجہ سے۔ فرمایا: ”ایک بزرگ نے جس پر ہم حسن ظن رکھتے ہیں کہ اس نے کسی نیک نیتی سے لکھا ہوگا۔ گو اس کا قول صحیح نہیں ہے۔ یہ لکھا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی کامل نہ تھے کیونکہ ان کا پورے طور پر نزول نہ تھا صرف صعود تھا۔“ اوپر جانا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کوئی الہامات اس طرح نہیں ہوتے تھے بلکہ ان کی دعائیں قبول ہو جاتی تھیں۔ ”اسی وجہ سے ان سے بہت سی کرامتیں صادر ہوئیں۔ اگر نزول پورا ہوتا تو کوئی کرامت صادر نہ ہوتی۔“ یہ کہنے والے نے کہا۔ فرمایا کہ ”اس قول میں جس قدر تخالفِ قرآنی ہے وہ ظاہر ہے۔ یہ ایسا قول ہے کہ قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے۔ درحقیقت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ خدا تعالیٰ کے کامل بندوں میں سے تھے۔ اگر ان پر معجزات کے متعلق اعتراض کیا جاوے تو پھر یہ اعتراض تمام انبیاء پر وارد ہوتا ہے۔“ لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ انکے بارے میں بعض لوگوں نے، ان کے ماننے والوں نے کرامتوں کے بارے میں مبالغے سے بھی کام لیا ہے اور اس پر حاشیہ آرائی کر دی۔ یہ چیزیں جو ہیں وہ ان کے بارے میں غلط ہیں۔ ہاں معجزات ہوتے ہیں۔ وہ معجزات جو قانونِ قدرت اور شریعت کے تحت ممکن ہیں وہ ہوتے ہیں، انبیاء سے بھی ہوتے ہیں وہی ان سے بھی ہوئے۔ فرمایا کہ ”یہ ان صوفیوں کی غلط اصطلاحوں کی پیروی کا نتیجہ ہے جن کی تصدیق قرآن و حدیث سے نہیں ملتی۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 5-6 ایڈیشن 1984ء)

یہ یا تو ایک فریق ہے جو بالکل مانتا ہی نہیں یا دوسرا جو مانتا ہے وہ اتنا زیادہ مبالغے سے کام لیتا ہے کہ اس نے حد ہی کر دی ہے۔ تو جو نہ ماننے والے ہیں وہ صوفیوں کی وجہ سے ہیں اور جو ماننے والے ہیں وہ بھی غلط قسم کے لوگوں کی تشریحات کی وجہ سے ہیں۔ اس لیے اس بات پر ہمیشہ غور کرتے رہنا چاہیے کہ اس کو قانونِ شریعت اور قانون قدرت کے تحت اور انبیاء کے معجزات کے تحت پرکھو۔ انبیاء سے بڑھ کر کوئی معجزہ نہیں دکھا سکتا۔

قرآن کریم حقیقی خدا کو پیش کرتا ہے اس بارے میں آپؑ فرماتے ہیں کہ ”خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ قرآن شریف نے ایسا خدا پیش نہیں کیا جو ایسی ناقص صفات والا ہو کہ نہ وہ روحوں کا مالک ہے نہ ذرات کا مالک ہے نہ ان کو نجات دے سکتا ہے نہ کسی کی توبہ قبول کر سکتا ہے بلکہ ہم قرآن شریف کی رو سے اس خدا کے بندے ہیں جو ہمارا خالق ہے ہمارا مالک ہے۔ ہمارا رازق ہے۔ رحمان ہے۔ رحیم ہے۔ مالک یوم الدین ہے۔ مومنوں کے واسطے یہ شکر کا مقام ہے کہ اس نے ہم کو ایسی کتاب عطا کی جو اس کی صحیح صفات کو ظاہر کرتی ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی ایک بڑی نعمت ہے۔“ (ملفوظات جلد 10 صفحہ 98 ایڈیشن 1984ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم و معرفت اور قرآن کریم کی خصوصیات اور مقام و مرتبہ کی باتیں انشاء اللہ آئندہ بھی بیان ہوں گی۔ اس وقت مَیں یہاں ختم کرتا ہوں کیونکہ اب مَیں نے بعض مرحومین کا بھی ذکر کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ان باتوں کو سمجھنے اور عمل کرنیکی اور قرآن شریف کو پڑھنے کی اور سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اب میں وہ ذکر کرتا ہوں خاص طور پر بنگلہ دیش کے شہید کا ذکر کرنا ہے۔ اس کے بعد میں نمازِ جنازہ بھی پڑھاؤں گا۔ بنگلہ دیش میں جیسا کہ ہمیں پتہ ہے گذشتہ جمعہ کو جلسہ ہو رہا تھا اور جلسے کے دوران بلوائیوں نے اور دہشت گردوں نے حملہ کیا۔ پولیس نے اور انتظامیہ نے پہلے یہی تسلی دلائی تھی کہ وہ کنٹرول کر لیں گے اور کچھ نہیں ہوگا اس لیے تم جلسہ کرو۔ جلسہ جاری رہا لیکن جب لوگ آگئے تو پولیس وہاں تماشائی بنی کھڑی رہی یہاں تک کہ چند گھنٹے گزرنے کے بعد پھر اوپر سے جب ان کو حکم ملا تو تب انہوں نے ایکشن لیا لیکن اس وقت تک بہت کچھ ہو چکا تھا۔ بہرحال اس فساد میں ہمارے ایک بھائی، بچہ زاہد حسن صاحب بھی شہید ہوئے جو ابوبکر صدیق صاحب بنگلہ دیش کے بیٹے تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔

نیشنل امیر عبدالاوّل صاحب لکھتے ہیں کہ زاہد حسن صاحب 3/مارچ کو احمد نگر پنچوگڑھ ضلع میں منعقد ہونے والے جلسہ کے موقع پر گیٹ اور احاطے کا پہرہ دیتے وقت مخالفین کے حملوں کے نتیجے میں پچیس سال کی عمر میں شہادت پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡن۔ مرحوم نے 2019ء میں بیعت کی تھی۔ تین ماہ بعد ہی وصیت کی درخواست جمع کروا دی تھی۔ ان کا خاندان اہلِ حدیث فرقے سے تعلق رکھتا تھا۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد شہید مرحوم نے اپنے والدین کو تبلیغ کرنی شروع کر دی جس کے نتیجے میں 2020ء میں ان کے والدین نے بھی بیعت کرنے کی سعادت پائی۔ بیعت کے بعد شہید مرحوم باقاعدہ مجھے خط بھی لکھا کرتے تھے۔

ان کی بیعت اور احمدی ہونے کا واقعہ جو ہے یوں ہے کہ ان کے ایک کلاس فیلو محمد رفعت حسین تھے جو بوگرہ شہر میں پندرہ (Pundra) یونیورسٹی آف سائنس میں پڑھتے تھے یہ دونوں سائنس اینڈ ٹیکنالوجی میں بی ایس سی کر رہے تھے۔ اس احمدی دوست نے، بچے نے ان کو تبلیغ کی اور دو سال کی تبلیغ کے بعد جب ان پر احمدیت کی سچائی عیاں ہوئی تو انہوں نے بیعت کر لی۔ اوّل صاحب لکھتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے آغاز سے جلسہ گاہ کی چاروں اطراف سے ملاں لوگ اپنے ٹولوں کے ساتھ جلسہ گاہ کی دیوار اور مغربی حصے میں واقع گیٹ پر حملہ کرنے لگے۔ پتھراؤ کے علاوہ دیسی اسلحہ سے، کلہاڑوں سے، سریا وغیرہ سے یہ لوگ حملہ کر رہے تھے اور جہاں بھی موقع ملا وہ آگ لگاتے رہے۔ خدام بڑی دلیری سے اپنی ڈیوٹیاں بجالاتے رہے۔ عمومی طور پر تو باہر جانے کا موقع نہیں تھا سوائے ان کو جن کی ڈیوٹی لگی ہوئی تھی۔ سب لوگ، خدام اندر ہی تھے، اندر سے ہی حفاظت کر رہے تھے۔ کہتے

ارشاد باری تعالیٰ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا كُتِبَ عَلَیۡكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ لَعَلَّكُمۡ تَتَّقُوۡنَ

اَے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں

جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ (البقرۃ:184)

طالب دعا : مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)

ارشاد باری تعالیٰ

اُجِیۡبُ دَعۡوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلۡیَسۡتَجِیۡبُوۡا لِیۡ وَلۡیُؤۡمِنُوۡا بِیۡ لَعَلَّهُمۡ یَرۡشُدُوۡنَ (البقرہ:187)

میں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے،

پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ وہ ہدایت پائیں

طالب دعا : شیخ دیدار احمد صاحب، فیملی و مرحومین (جماعت احمدیہ کیرنگ، صوبہ اڈیشہ)

ہیں کہ جلسہ شروع ہونے کے پونے دو گھنٹے کے بعد جب حملہ آور لوگ دیوار کا ایک حصہ توڑنے میں کامیاب ہو گئے تو پھر خدام کو ہر قیمت پر دیوار اور جلسہ گاہ کی حفاظت یقینی بنانے کے لیے کہا گیا۔ اس وقت گیٹ نمبر ایک پر متعین زاہد حسن شہید اپنے ساتھیوں کے ساتھ گیٹ سے نکل کر جلسہ گاہ کی دیوار پر حملہ کرنے والوں کو ہٹانے کے لیے نہایت سرعت اور بہادری سے جا پہنچے۔ اسی اثنا میں ایک موقع ایسا آیا کہ مقابلہ کرتے کرتے یہ ساتھیوں سے بچھڑ گئے۔ سو موقع پا کر اس اکیلے کو حملہ آوروں نے جالیا۔ اس کے سر کے پیچھے کلہاڑی یا کوئی اَور تیز اسلحہ سے حملہ کر دیا اور موصوف کو گھسیٹتے ہوئے کچھ فاصلے پر لے گئے۔ ان کے چہرے اور جسم کے دیگر حصوں پر نہایت بے دردی اور سفاکی سے وار کرتے ہوئے درندہ ہونے کا ثبوت دیا۔

شہید مرحوم زاہد حسن کو اتنی بے دردی سے قتل کیا گیا کہ اسے شناخت کرنے میں دو گھنٹے کی تاخیر ہوئی۔ یہ ہے ان مسلمانوں کا حال۔ اللہ اور رسول کے نام پر ظلم و بربریت کی انتہا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کافروں سے جنگوں میں بھی دشمنوں کا مُثلہ کرنے سے منع فرمایا لیکن یہ لوگ اللہ اور رسول کا نام لینے والوں کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں۔

اللہ ہی ہے جو اُن کو پکڑے اور پھر اُن کی خاک اڑائے۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کا ڈیوٹی identity card بھی قاتلوں نے الگ کر دیا، ان کے سینے سے اتار دیا لیکن کیونکہ خدام کی ڈیوٹی کے کپڑوں میں ملبوس تھے اس لیے کچھ نہ کچھ پہچان ہوگئی۔ پھر بہرحال جب ان کی لاش حاصل کر لی گئی تو پھر نماز تہجد اور فجر کے بعد موصوف کا جنازہ ادا کیا گیا۔ جلسے میں شامل ہونے والے ہزاروں کی تعداد میں ملک بھر سے آئے ہوئے احمدی اس میں شامل ہوئے۔ نمازِ جنازہ کے وقت سب حاضرین پر ایسی حالت طاری ہوئی جس کی کوئی مثال نہیں۔ بڑی رقت طاری تھی وہاں۔ سب کے سب خدا کے حضور بلبلا رہے تھے۔ اس کے بعد قانونی مجبوری کے تحت لاش کا پوسٹ مارٹم کیا گیا اور بعد دوپہر قافلے کے ساتھ شہید مرحوم کا جسدِ خاکی ان کے آبائی گاؤں کے لیے بذریعہ ایمبولینس روانہ کر دیا گیا جہاں رات دس بجے انہیں سپرد خاک کر دیا گیا۔

شہید مرحوم کے قریب ترین دوست عزیزم رفعت حسین صاحب کہتے ہیں کہ یونیورسٹی میں پڑھائی کے دوران ان سے بڑی دوستی ہوئی۔ موصوف فطری طور پر بہت شریف النفس تھے لیکن عبادات میں دلچسپی بہت کم تھی لیکن قبولیت احمدیت کے بعد ان کی کایا پلٹ گئی اور نماز باجماعت کے عادی ہو گئے۔ موصوف انتہائی عاجز، نرم خو اور منکسر المزاج نوجوان تھے۔ پانچ سال کے عرصے میں کہتے ہیں میں نے انہیں کبھی کسی سے اونچی آواز میں باتیں کرتے ہوئے نہیں سنا۔ موصوف کی سعادت کا پتا اس بات سے بھی لگتا ہے کہ بیعت کرنے کے چند ماہ بعد ہی موصوف نے وصیت کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔ پھر کہتے ہیں کہ عزیزم زاہد حسن شہید خدام الاحمدیہ کے فعال رکن تھے۔ بوقت شہادت موصوف ڈھاکہ اور بریسال کے علاقائی معتمد خدام الاحمدیہ کے طور پر خدمت بجالا رہے تھے نیز ڈھاکے کے موتی جھیل حلقہ کے زعیم بھی تھے۔

اسی مجلس کے قائد اور مہتمم مقامی جناب ظہور الاسلام صاحب کہتے ہیں کہ موصوف مجلسی کاموں میں نہایت باقاعدہ اور اپنے سینئرز کے بہت مطیع تھے۔ مفوضہ ڈیوٹی اور خدمت پوری طرح بشاشت کے ساتھ ادا کرتے تھے۔ سلام میں ہمیشہ پہل کرتے تھے۔ ہمیشہ مسکراتے رہتے تھے۔ کہتے ہیں کہ سال یا سوا سال قبل موصوف نے بی ایس سی پاس کرنے کے بعد ایک کمپنی میں سروس کا آغاز کیا اور سروس کے سلسلے میں اگر کبھی ڈھاکے سے دور دراز کسی جگہ جانا ہوتا تو حسبِ موقع قریب ترین مجالس کا دورہ بھی کرتے۔ ان کے فیس بک اکاؤنٹ میں ذاتی پروفائل کے طور پر آیت وَمَنۡ یَّتَوَکَّلۡ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسۡبُهٗ (الطلاق:4) کا ترجمہ لکھا ہوا ہے۔

مربی شریف احمد صاحب کہتے ہیں میں اس وقت تے باڑیہ جماعت میں متعین تھا جبکہ شہید موصوف اپنے دوست رفعت حسین صاحب کے ساتھ بطور زیرِ تبلیغ دوست تشریف لائے۔ موصوف نے بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو میں نے ان سے کہا کہ آپ مزید وقت لے لیں، اچھی طرح چھان بین کر لیں۔ موصوف نے کہا کہ اگرچہ میں جماعت کی سچائی کا قائل ہو چکا ہوں پھر بھی میں آپ کے کہنے پر بعد میں آکر بیعت کروں گا۔ چنانچہ اگلی دفعہ یا اس کے بعد کی دفعہ موصوف نے بیعت کر لی تھی۔ بیعت کرنے کے بعد یہ مربی صاحب کہتے ہیں کہ موصوف نے احمدیت کو اور نظامِ خلافت کو سمجھنے کے لیے پوری کوشش شروع کر دی۔ بڑی گہرائی سے علم حاصل کیا۔ مجھے بھی خط لکھتے رہتے تھے جیسا کہ میں نے ذکر کیا۔ آخری خط جو انہوں نے لکھا ہے وہ بھی انہوں نے جلسے پر جاتے ہوئے لکھا کہ ہم ٹرین پر جلسے پر جا رہے ہیں اور دشمن کے منصوبے بڑے خطرناک ہیں۔ بعض جگہ انہوں نے آگ بھی لگائی ہیں لیکن ہم ان شاء اللہ تعالیٰ جلسہ کریں گے اور اپنا اظہار ایمان کا کیا۔ پھر یہ بھی اظہار کیا کہ میرے رشتہ دار اور گاؤں والے سب احمدی ہو جائیں۔ وہ سارا گاؤں احمدی ہو جائے۔ یہ ان کا آخری خط ہے جو انہوں نے لکھا۔

ایک خادم بیان کرتے ہیں کہ شہید اتنے عاجز کارکن تھے کہ جب بھی انہیں کسی نے کوئی کام دیا، انہوں نے نہ نہیں کیا۔ کہتے ہیں کبھی کبھی میں ان سے مذاق میں کہتا تھا کہ زاہد بھائی اگر ہم اتنا کام کرتے رہے تو ختم ہو جائیں گے۔ یہ سن کر بھی ہمیشہ ہنس دیا کرتے تھے۔ شہید موصی بھی تھے۔ کہتے ہیں میں نے ان سے جاننا چاہا کہ آپ کی اتنی جلدی وصیت کرنے کی کیا وجہ ہے تو انہوں نے کہا کہ امام مہدی سچے تھے۔ انہوں نے جو کچھ کہا وہ سچ ہے۔ مسیح موعود نے وصیت کرنے کا ارشاد فرمایا اس لیے میں نے وصیت کر لی ہے۔ کہتے ہیں میں ان کی بات سن کر حیران رہ گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اتنا گہرا ایمان رکھتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ جب ایک دفعہ شہید مرحوم سے ان کی قبولِ احمدیت کی ایک بنیادی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ آج تک امام مہدی یا مسیح اور نبی کا دعویٰ کرنے والا نہ تو کوئی شخص کامیاب ہوا اور نہ ہی کوئی جماعت۔ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام ہی ہیں۔ اگر آپ علیہ السلام سچے نہ ہوتے تو آپ کا حال بھی جھوٹے مدعیوں جیسا ہوتا۔

شہید کے والدین زندہ ہیں۔ دونوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے احمدی ہیں جیسا کہ پہلے ذکر کیا۔ شہید مرحوم اپنے والدین کے اکلوتے بیٹے تھے اور ابھی غیر شادی شدہ تھے۔ دو بہنیں ہیں ان کی۔ دونوں شادی شدہ ہیں لیکن غیر احمدی ہیں۔ زیرِ تبلیغ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر عطا کرے، حوصلہ عطا فرمائے۔ جیسا کہ میں نے کہا اکلوتا بیٹا تھا بہت بڑا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی صدمہ برداشت کرنے کی توفیق ملتی ہے۔ شہید کے بھی درجات بلند فرمائے۔ بہرحال یہ شہید تو اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق ہمیشہ کی زندگی پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ان سے خاص سلوک فرماتا رہے اور ان ظالموں کی پکڑ کے بھی جلد سامان فرمائے۔

دشمن سمجھتا ہے کہ وہ جماعت کے افراد کو اس طرح آزما کر اور سختیاں وارد کر کے انکے حوصلے پست کر دینگے مگر یہ اسکے بالکل الٹ ہے۔ وہاں سے بھی بعض خط مجھے آئے ہیں۔ بعض نوجوانوں نے بھی لکھا ہے کہ اگر مزید شہادتوں کی ضرورت ہے تو یہ دعا کریں کہ ہم بھی ان میں شامل ہو جائیں۔ پس ایسے لوگوں کا یہ کمینہ دشمن کیا بگاڑ سکتا ہے!

بہرحال ہمیں دعا کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہمیں بچائے اور ہم پر رحم اور فضل فرمائے۔ آج کل دعاؤں پر بہت زیادہ زور دیں۔

دوسرا جو جنازہ ہے جس کا میں ذکر کرنا چاہتا ہوں وہ کمال بداح صاحب الجزائر کا ہے۔ 2/فروری کو ستاون سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی تھی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّاۤ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ صدر جماعت عبدالحلیم صاحب لکھتے ہیں کہ مرحوم ایک سچے مومن اور مخلص احمدی تھے۔ انہوں نے اپنا گھر جماعت کے اجلاسات اور نمازوں اور تبلیغی سرگرمیوں کے لیے ہمیشہ کھلا رکھا۔ تمام احمدی ان کی قوتِ ایمانی، مہمان نوازی اور فراخ دلی کی گواہی دیتے ہیں۔ مرحوم نے پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بچے یادگار چھوڑے ہیں جن میں دو بیٹے غیر احمدی ہیں اور ایک بیٹی احمدی ہے۔ ان کی اہلیہ مکرمہ کریمہ صاحبہ صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پا چکی ہیں۔

الجزائر سے حسان زمولی صاحب کہتے ہیں کہ کمال بداح صاحب بہت مخلص اور بڑی خدمت کرنے والے احمدی تھے۔ ہمسایوں کی طرف سے مختلف مشکلات کے باوجود آخری دم تک اپنا گھر نماز کے لیے کھلا رکھا۔ نماز جمعہ کے لیے آنے والے مہمانوں کے لیے کھانا بسا اوقات خود ہی پکاتے تھے۔ خدمتِ خلق کے مختلف کاموں اور خون کے عطیات دینے کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ مرحوم کے گھر پر مختلف اجلاسات بھی ہوتے اور نماز عید بھی۔ حکومت کے پاس جانے والے جماعتی وفد میں بھی مرحوم شامل تھے۔

مرحوم کہا کرتے تھے کہ کیونکہ جو سختیاں آج کل جماعت الجزائر میں ہو رہی ہیں اسکی وجہ سے ہم جماعت کی تاریخ لکھ رہے ہیں اور اب مرحوم خود بھی اس تاریخ کا حصہ بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

اگلا جنازہ ہے، ڈاکٹر شمیم ملک صاحبہ کا ذکر ہے جو مکرم مقصود احمد ملک صاحب شہید لاہور کی اہلیہ ہیں جو 2010ء میں دار الذکر میں شہید ہوئے تھے۔ اپنے خاوند کی شہادت کے کچھ عرصے بعد یہ کینیڈا چلی گئی تھیں اور وہاں ان کی وفات ہوئی ہے۔ مرحومہ نے پی ایچ ڈی تک تعلیم حاصل کی۔ کالج میں پڑھاتی تھیں۔ پروفیسر ہوئیں۔ ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ کے عہدے تک ترقی پائی لیکن اس کے ساتھ گھر، کام اور بچوں کی ذمہ داریاں ساروں کو بڑے احسن طریق سے نبھایا۔ بغیر تفریق ہر طبقے کے لوگوں کی فراخ دلی سے مہمان نوازی کرتیں۔ ضرورتمندوں کا خیال رکھنے والی ایک صائب الرائے خاتون تھیں۔ غیر از جماعت احباب اور غیر احمدی رشتہ داروں کو ہمیشہ دعوت الی اللہ کرتیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب زیرِ مطالعہ رکھتی تھیں۔ زندگی میں ہی پنجاب یونیورسٹی میں ان پر ایک thesis بھی لکھا گیا۔ thesis بعد میں لکھے جاتے ہیں لیکن ان پر ان کی زندگی میں لکھا گیا۔ تعلیم کا ان کو بے حد شوق تھا۔ بہت سے لوگوں کو قرآنِ کریم پڑھایا۔ صوم وصلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند تھیں۔ تہجد باقاعدہ ادا کرنے والی تھیں۔ شعائرِ اسلام کی پابندی کرنے والی باپردہ خاتون

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جو شخص جھوٹ بولنے اور جھوٹ پر عمل کرنے سے اجتناب نہیں کرتا

اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکا پیاسا رہنے کی کوئی ضرورت نہیں یعنی اس کا روزہ رکھنا بیکار ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب من لم یدع قول الزور والعمل بہاز)

طالب دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور

اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری، کتاب الایمان، باب صوم رمضان احتسابا من الایمان، حدیث 38)

طالب دعا: سید عارف احمد، والد و والدہ مرحومہ اور فیملی ومرحومین (ننگل باغبانہ، قادیان)

تھیں۔ مخلص تھیں۔ باوفا تھیں۔ خلافت سے خاص عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ بھی تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ ملک طاہر احمد صاحب امیر جماعت لاہور کی یہ ہمشیرہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ ان کی اولاد کو بھی، نسل کو بھی خلافت اور جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔

اگلا ذکر ہے عزیزم فرہاد احمد جوار شاداحمد امینی صاحب جرمنی کے بیٹے تھے۔ یہ چھبیس سال کی عمر میں گذشتہ دنوں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ عزیزم فرینکفرٹ یونیورسٹی میں زیر تعلیم تھے۔ وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ وفات سے قبل مجلس خدام الاحمدیہ میں لوکل اور ریجنل سطح پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم انتہائی نیک، خوش مزاج، فرمانبردار اور ملنسار نوجوان تھے۔ جماعتی اور تنظیمی کاموں کے لیے ہمیشہ تیار رہتے تھے۔ وفات سے ایک دن قبل ایک جماعتی پروگرام میں سارا دن اور پھر رات کو بھی دیر تک خدمت بجالاتے رہے۔ اگلے دن پھر صبح مسجد میں نماز فجر کی ادائیگی کے بعد خدام الاحمدیہ کی ایک میٹنگ میں شامل ہوئے اور میٹنگ کے اختتام پر اپنے گھر جانے لگے اور اپنی کار کے قریب پہنچے تو وہاں ان کی طبیعت خراب ہونی شروع ہوئی۔ مربی صاحب نے ان کو اپنے مشن ہاؤس کی کھڑکی سے دیکھا۔ وہ ان کی مدد کے لیے آئے۔ اس عرصے میں یہ اپنی گاڑی میں بیٹھ تو گئے تھے لیکن طبیعت لگتا تھا بہت زیادہ خراب ہوئی۔ ڈاکٹروں نے یہی بتایا کہ اس وقت شدید ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ تین چار منٹ کے اندر ایمبولینس بھی آ گئی تھی۔ انہوں نے طبی امداد بھی شروع کر دی تھی۔ تقریباً پینتالیس منٹ انہوں نے کوشش بھی کی لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔

عزیزم فرہاد اپنے ماں باپ کی اکلوتی اولاد تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے والدین کو بھی صبر اور حوصلہ عطا فرمائے اور ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ درجات بلند کرے۔

اگلا ذکر ہے چودھری جاوید احمد بسمل صاحب کا جو آج کل کینیڈا میں تھے۔ گذشتہ دنوں 72 سال کی عمر میں ان کی وفات ہوئی۔ کافی لمبا عرصہ بیمار رہے۔ تحریکِ جدید کی زمینوں پہ بڑا لمبا عرصہ ان کو مینیجر کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ چوبیس پچیس سال۔ پھر خدام الاحمدیہ اور دوسری جماعتی خدمات کی بھی ان کو توفیق ملتی رہی۔ امیر ضلع عمر کوٹ کے طور پر بھی ان کو خدمت کی توفیق ملی۔ اہلیہ اور چار بیٹے اور دو بیٹیاں ان کے پسماندگان میں شامل ہیں۔

ان کے بیٹے طاہر احمد صاحب کہتے ہیں کہ میرے والد بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ خادمِ دین تھے۔ نافع الناس تھے۔ خلافت سے گہری محبت تھی اور ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ خلافت کے ساتھ ان کا ایک خاص تعلق قائم رہے۔ غرباء کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔ زمیندار تھے۔ زمینیں بھی تھیں ان کی سندھ میں۔ تو جب بھی یہاں سے جاتے اپنے غریب ہاریوں کے لیے تحفے اور کپڑے وغیرہ لے کر جاتے تھے کہ ان کی شادیوں پہ کام آئیں گے۔ کہتے ہیں مہمان نوازی بہت زیادہ تھی۔ روزانہ ہمارے گھر مہمان آئے رہتے تھے اور بڑی سادگی سے ان کی تواضع کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہادر بھی بہت بنایا تھا۔ جب بھی مخالفین کے ساتھ سامنا ہوا تو ہمیشہ جماعتی غیرت کو سامنے رکھا۔ بہت سے عدالتی معاملات میں بڑی بہادری سے جماعت کی پیروی کی۔ اس وجہ سے مخالفین نے دو مرتبہ آپ پہ حملہ بھی کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اس وقت وہاں سے بچا لیا۔ بہت انتھک محنت کی اور ہمیشہ جماعت کے پیسے کی بہت قدر کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر بہت توکل کرتے تھے۔ سادہ طبیعت کے مالک تھے اور سب سے بڑی خوبی ان کی یہ تھی کہ آخری بیماری جو بڑا لمبا عرصہ چلی ہے، اس کو انہوں نے بڑے صبر سے برداشت کیا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پہ راضی رہے۔ وفات سے ایک دن قبل کہتے ہیں ان کے معالج نے کہا کہ میں نے ایسا صابر انسان اپنی زندگی میں نہیں دیکھا۔ کبھی کوئی شکایت نہیں کی۔ جب ان کو بتایا گیا کہ ڈاکٹر نے لاعلاج کہہ دیا ہے تو اس وقت کچھ تھوڑے بہت ہوش و ہواس میں تھے۔ بولتے نہیں تھے، سنتے تھے تو نہایت اطمینان سے اس بات کو سنا اور قبول کیا۔ بیٹا کہتا ہے کہ تہجد پڑھنے اور تسبیح کا بڑا شوق تھا اور ہمیشہ خلیفۂ وقت کے لیے سب سے پہلے دعا کیا کرتے تھے۔ ہمیں بھی دعاؤں کی تلقین کرتے تھے۔ معاملہ فہم تھے۔ فراست تھی۔ بے انتہا شکر کرنے والے تھے۔ تنگی اور سختی کو بھی مسکراہٹ کے ساتھ برداشت کرتے تھے۔ بڑے صاف دل کے مالک تھے۔ پھر بیٹے نے لکھا ہے کہ ہمارے بہترین استاد بھی تھے۔ شفیق باپ بھی تھے اور تمام خواہشوں کو پورا کرنے والے، بہترین مشورہ دینے والے تھے۔ بڑی مضبوط شخصیت کے مالک تھے۔ اللہ کے فضل سے ان کی اولاد بھی جماعت سے اچھی طرح منسلک ہے اور میرا بھی اِن سے پرانا تعلق تھا جو خوبیاں ان کے بیٹے نے بیان کی ہیں، اَور لوگوں نے بھی لکھی ہیں جنہوں نے ان کے بارے میں لکھا لیکن میں نے بھی دیکھا ہے کہ یہ واقع میں ان خوبیوں کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ ان سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔

(روزنامہ الفضل انٹرنیشنل 31 / مارچ 2023ء صفحہ 2 تا 7)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تاکہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔

(ملفوظات، جلد 5، صفحہ 102، ایڈیشن 2003ء)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ اڑول (بہار)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 22 / دسمبر 2022ء بروز جمعرات 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ، یو.کے) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ بشارت مبین صاحبہ
اہلیہ مکرم محمد امجد جمیل صاحب (چیم، یو.کے)

19 / دسمبر 2022ء کو 64 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ مکرم کیپٹن چودھری محمد شفیع صاحب (چک 103 ر.ب برنالہ تحصیل و ضلع فیصل آباد) کی بیٹی تھیں۔ جنہوں نے اپنے خاندان میں سب سے پہلے بیعت کی توفیق پائی۔ صوم و صلوٰۃ کی پابند، بہت مہمان نواز، غریب پرور اور ہر دلعزیز طبیعت کی مالک ایک مخلص خاتون تھیں۔ لمبا عرصہ لجنہ اماء اللہ شہر و ضلع فیصل آباد کی سیکرٹری ناصرات اور سیکرٹری تعلیم کے علاوہ نائب صدر لجنہ ضلع فیصل آباد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کے شوہر کو بھی فیصل آباد میں مختلف جماعتی خدمتوں کی توفیق ملتی رہی اور آج کل یہاں دفتر امور عامہ جماعت یوکے میں خدمت بجالا رہے ہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم مظفر احمد صاحب ریٹائرڈ صوبیدار میجر (ربوہ)

6 / اکتوبر 2022ء کو 58 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے خاندان میں احمدیت کا نفوذ آپ کے والد مکرم ماسٹر اللہ بخش صاحب کے ذریعہ ہوا۔ جنہوں نے 1952ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی۔ خلافت اور جماعت سے اخلاص و وفا کا گہرا تعلق تھا۔ آپ نے آرمی میں اور باہر بھی کبھی یہ بات نہیں چھپائی کہ آپ احمدی ہیں بلکہ خوشی سے خود بتاتے اور احمدیت کی تبلیغ بھی کرتے تھے۔ کہیں بھی پوسٹنگ ہوتی تو آگے یونٹ میں پہلے ہی پتا ہوتا تھا کہ اس جگہ یا اس پوسٹ پر کوئی احمدی آ رہا ہے۔ اس وجہ سے آپ کی بہت مخالفت بھی ہوئی اور بہت سی ترقیاں بھی روکی گئیں لیکن تمام حالات کا بڑے صبر اور حوصلہ سے مقابلہ کرتے رہے۔ آپ نے بہت سے جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ جہاں بھی جس وقت بھی ڈیوٹی کیلئے بلایا جاتا بڑی بشاشت سے جاتے اور بڑے اخلاص کے ساتھ خدمت بجالاتے تھے۔ دوران ملازمت آئیوری کوسٹ جانے کا بھی موقع ملا اور وہاں بھی جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور ایک بیٹا شامل ہیں۔ آپ کے بیٹے مکرم اطہر احمد صاحب بطور مربی سلسلہ خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(2) مکرم محمود احمد مبشر صاحب
ابن مکرم صوفی محمد دین صاحب (کراچی، حال ربوہ)

8 / دسمبر 2022ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم کے دادا حضرت میاں سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ کچھ عرصہ نظارت بیت المال آمد ربوہ میں بطور کیشئر کام کرتے رہے۔ اسکے بعد ریلوے کی ٹریننگ مکمل کر کے حیدرآباد سٹیشن پر ملازمت اختیار کی۔ اس دوران آپ نے حضرت اللہ پاشا صاحب مرحوم کے ساتھ مل کر مجلس خدام الاحمدیہ حیدرآباد کو منظم کیا۔ بعد ازاں آپ کی پوسٹنگ کراچی ہوگئی اور جب تک پاکستان میں اجتماعات اور جلسے وغیرہ ہوتے رہے آپ کراچی جماعت کی ریلوے بکنگ کے انتظامات کیا کرتے تھے۔ کراچی میں مختلف عہدوں پر خدمت بجالاتے رہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی برطانیہ ہجرت کے بعد جلسہ سالانہ یو.کے پر جانے والے کراچی جماعت کے کارکنان کے ساتھ شعبہ مہمان نوازی میں چھ سات سال ڈیوٹی دیتے رہے۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ نمازوں اور تہجد سے عشق اور تلاوت قرآن کریم کی باقاعدہ عادت تھی۔ گھر میں تقریباً تمام جماعتی کتب کی لائبریری قائم کر رکھی تھی جس سے خود بھی فائدہ اٹھایا اور بچوں کو بھی مطالعہ کا شوق پیدا ہوا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں نو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم طاہر محمود مبشر صاحب (مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ یو.کے) کے والد تھے۔ آپ کے چھوٹے بیٹے مکرم افضل محمود صاحب بھی بطور مربی سلسلہ خدمت بجالا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

وہ خدا جس کی طرف ہم بلاتے ہیں نہایت کریم و رحیم، حیا والا، صادق، وفادار، عاجزوں پر رحم کرنے والا ہے، پس تم بھی وفادار بن جاؤ اور پورے صدق اور وفا سے دُعا کرو کہ وہ تم پر رحم فرمائے گا

(لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن، جلد 20، صفحہ 223)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

عید الفطر

رمضان کے روزے فرض ہونے کے بعد رمضان کا آخر آیا تو آپؐ نے خدا سے حکم پا کر صدقۃ الفطر کا حکم جاری فرمایا کہ ہر مسلمان جسے اسکی طاقت ہو اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال اور توابع کی طرف سے فی کس ایک صاع کے حساب سے کھجور یا انگور یا جَو یا گندم وغیرہ بطور صدقہ، عید سے پہلے ادا کرے اور یہ صدقہ غرباء اور مساکین اور یتامیٰ اور بیوگان وغیرہ میں تقسیم کر دیا جاوے تا کہ ذی استطاعت لوگوں کی طرف سے عبادت صوم کی کمزوریوں کا کفارہ ہو جاوے اور غرباء کیلئے عید کے موقع پر ایک امداد کی صورت نکل آئے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہر عید رمضان سے پہلے صدقۃ الفطر باقاعدہ طور پر ہر چھوٹے بڑے مرد عورت مسلمان سے وصول کیا جاتا تھا اور یتامیٰ اور غرباء اور مساکین میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔

عید الفطر بھی اِسی سال شروع ہوئی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو جانے پر شوال کی پہلی تاریخ کو مسلمان عید منایا کریں۔ یہ عید اس بات کی خوشی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں رمضان کی عبادت ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مگر کیا شان دلربائی ہے کہ آپؐ نے اس خوشی کے اظہار کیلئے بھی ایک عبادت ہی مقرر فرمائی۔ چنانچہ حکم دیا کہ عید کے دن تمام مسلمان کسی کھلی جگہ جمع ہو کر پہلے دو رکعت نماز ادا کیا کریں اور پھر اس نماز کے بعد بے شک جائز طور پر ظاہری خوشی بھی منائیں کیونکہ روح کی خوشی کے وقت جسم کا بھی حق ہے کہ وہ خوشی میں حصہ لے۔ دراصل اسلام نے ان تمام بڑی بڑی عبادتوں کے اختتام پر جو اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں عیدیں رکھی ہیں۔ چنانچہ نمازوں کی عید جمعہ ہے جو گویا ہر ہفتہ کی نمازوں کے بعد آتا ہے اور جسے اسلام میں ساری عیدوں سے افضل قرار دیا گیا ہے پھر روزوں کی عید عید الفطر ہے جو رمضان کے بعد آتی ہے اور حج کی عید عید الضحیٰ ہے جو حج کے دوسرے دن منائی جاتی ہے اور یہ ساری عیدیں پھر خود اپنے اندر ایک عبادت ہیں۔ الغرض اسلام کی عیدیں اپنے اندر ایک عجیب شان رکھتی ہیں اور ان سے اسلام کی حقیقت پر بڑی روشنی پڑتی ہے اور یہ اندازہ کرنے کا موقع ملتا ہے کہ کس طرح اسلام مسلمانوں کے ہر کام کو ذکر الٰہی کے ساتھ پیوند کرنا چاہتا ہے۔ مجھے تاریخ سے ہٹنا پڑتا ہے، ورنہ میں بتاتا کہ کس طرح اسلام نے ایک مسلمان کی ہر حرکت وسکون اور ہر قول وفعل کو خدا کی یاد کا خمیر دیا ہے۔ حتّٰی کہ روزمرہ کے معمولی اٹھنے بیٹھنے، چلنے پھرنے، سونے جاگنے، کھانے پینے، نہانے دھونے، کپڑے بدلنے، جوتا پہننے، گھر سے باہر جانے، گھر کے اندر آنے، سفر پر جانے، سفر سے واپس آنے، کوئی چیز بیچنے، کوئی چیز خریدنے، بلندی پر چڑھنے، بلندی سے اترنے، مسجد میں داخل ہونے، مسجد سے باہر آنے، دوست سے ملنے، دشمن کے سامنے ہونے، نیا چاند دیکھنے، بیوی کے پاس جانے غرض ہر کام کے شروع کرنے اور ختم کرنے حتّٰی کہ چھینک اور اباسی تک لینے کو کسی نہ کسی طرح خدا کے ذکر کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اس حالت میں اگر مشرکین عرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو دراصل اس تعلیم کے لانے والے، لیکن کفار کے خیال میں اس تعلیم کے بنانے والے تھے یہ کہتے ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا کا جنون ہو گیا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ واقعی ایک دنیادار کو یہ باتیں جنون کے سوا اور کچھ نظر نہیں آسکتیں، مگر جس نے اپنی ہستی کی حقیقت کو سمجھا ہے وہ جانتا ہے کہ زندگی اسی کا نام ہے۔

جنگ بدر کے متعلق ایک ابتدائی بحث

اسی سال رمضان کے مہینہ میں بدر کی جنگ وقوع میں آئی۔ یہ جنگ چونکہ کئی لحاظ سے تاریخ اسلام کا ایک نہایت اہم واقعہ ہے، اس لئے ضروری ہے کہ اسکے متعلق کسی قدر زیادہ تفصیلی نظر ڈالی جاوے۔ بدر وہ پہلی باقاعدہ لڑائی ہے جو کفار اور مسلمانوں کے درمیان ہوئی اور اسکے اثرات بھی ہر دو فریق کیلئے نہایت وسیع اور گہرے ثابت ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن شریف نے اسکا نام ''یوم الفرقان'' یعنی حق وباطل کے درمیان فیصلہ کا دن رکھا ہے اور اسکے متعلق دعویٰ کیا ہے کہ یہ وہی عذاب ہے جس کی خبر رسول خدا کے ذریعہ قریش مکہ کو ہجرت سے پہلے دی گئی تھی۔ جنگ بدر کے تحریکی سبب کے متعلق زمانہ حال میں بعض محققین نے اختلاف کیا ہے اور اسی اختلاف کے متعلق ہم اس ابتدائی نوٹ میں کچھ بحث کرنا چاہتے ہیں۔ عام مؤرخین کا یہ خیال ہے اور متقدمین میں سے تو اس بارہ میں کسی ایک مؤرخ نے بھی اختلاف نہیں کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے ایک تجارتی قافلہ کی اطلاع ملی تھی جو ابوسفیان کی سرداری میں شام کی طرف سے مکہ کو واپس آ رہا تھا اور آپؐ اسی قافلہ کی روک تھام کیلئے مدینہ سے نکلے تھے، لیکن جب آپؐ بدر کے قریب پہنچے تو اس وقت آپؐ کو یہ اطلاع ملی کہ قریش کا ایک بڑا لشکر مکہ سے آیا ہے اور پھر قافلہ تو بچ کر نکل گیا اور قریش کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کی مٹھ بھیڑ ہو گئی۔ دوسری طرف زمانہ حال میں جماعت احمدیہ قادیان کے ایک معزز فرد مولوی شیر علی صاحب بی. اے نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان بابت سال 1910ء میں اور ہندوستان کے مشہور مؤرخ مولانا شبلی نعمانی نے سیرۃ النبیؐ میں بعض قرآنی آیات اور دیگر شہادات سے استدلال کر کے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ مسلمانوں کو مدینہ میں ہی قریش کے لشکر کی اطلاع مل گئی تھی۔ اور وہ مدینہ سے ہی لشکر کے مقابلہ کے خیال سے نکلے تھے اور قافلہ کے ارادے سے نکلنے کا خیال غلط ہے۔ چنانچہ مولانا شبلی اپنی رائے کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں کہ ''مدینہ میں یہ مشہور ہوا کہ قریش ایک جمعیت عظیم لے کر مدینہ آ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدافعت کا قصد کیا اور بدر کا معرکہ پیش آیا۔''

جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذاتی خلق اور مسلمانوں کے قومی اخلاق پر روشنی پڑنے کا سوال ہے یہ اختلاف چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔ صحابہ قافلہ کی روک تھام کیلئے نکلے تھے یا لشکر قریش کے مقابلہ کی غرض سے یا یہ کہ انہیں دونوں کی اطلاع اور دونوں کا خیال تھا ان میں سے کوئی بھی مقصد ہو وہ مقصد جیسا کہ ہم جہاد کی اصولی بحث میں ثابت کر چکے ہیں بالکل درست اور جائز تھا اور کوئی معقول اور غیر متعصب شخص اس پر اعتراض نہیں کر سکتا، لیکن تاریخی اور علمی نکتہ نگاہ سے یہ اختلاف ایک دلچسپ بحث کا رنگ اختیار کر گیا ہے اور کوئی علم دوست مؤرخ اسکی طرف سے بے توجہی نہیں برت سکتا اور پھر صحتِ واقعات کی تحقیق کی ذمہ داری مزید برآں ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ اسکی پوری پوری بحث اور مکمل چھان بین کیلئے ایک طویل مقالہ کی ضرورت ہے جسکی گنجائش ایک خالص تاریخ کی کتاب میں نہیں نکالی جا سکتی اور حق یہ ہے کہ میں نے اس بحث میں ایک مفصل مضمون لکھا بھی تھا، لیکن پھر اسے اس خیال سے خارج کر دیا کہ اس قسم کا مضمون حقیقتاً علم کلام میں داخل ہے اور عام تاریخ کا حصہ نہیں بننا چاہئے۔ سو اب میں نہایت مختصر طور پر اس معاملہ میں اپنی تحقیق کا ذکر کر کے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہوں۔

میں نے ہر دو قسم کے خیالات کے متعلق کافی غور کیا ہے لیکن جہاں میں مولوی شیر علی صاحب اور مولانا شبلی کی تحقیق کو قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں وہاں میں افسوس کے ساتھ بعض باتوں میں ان بزرگوں سے اختلاف بھی رکھتا ہوں اور میری رائے میں اصل حقیقت ان ہر دو قسم کے خیالات کے بین بین ہے۔ یعنی میری تحقیق یہ ہے کہ ایک طرف تو جدید تحقیق کا یہ حصہ ٹھیک ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں ہی لشکر قریش کی آمد کی اطلاع ہو گئی تھی اور دوسری طرف عام مؤرخین کا یہ خیال بھی ہرگز غلط نہیں ہے کہ صحابہ (یعنی اکثر صحابہ جیسا کہ ابھی ظاہر ہو جائے گا) صرف قافلہ ہی کی روک تھام کے خیال سے نکلے تھے اور لشکر قریش کا علم انہیں بدر کے قریب پہنچ کر ہوا تھا اور جہاں تک میں نے غور کیا ہے قرآن شریف اور تاریخ وحدیث دونوں میرے اس خیال کے مؤید ہیں۔ دراصل ہمارے ان جدید محققین نے قرآن شریف کے سارے بیان کو اپنے مدنظر نہیں رکھا اور صرف اسکے ایک حصہ کو لے کر (جو بظاہر تاریخی بیان کے مخالف نظر آتا ہے حالانکہ دراصل وہ بھی تاریخی روایات کے مخالف نہیں ہے بلکہ تاریخ سے ایک زائد بات بتاتا ہے) اس بحث میں ساری تاریخی روایات کو عملاً ردّی کی طرح پھینک دیا ہے۔ حالانکہ خود قرآن شریف کے دوسرے حصے ان تاریخی روایات کی تصدیق کرتے ہیں اور سوائے ایک زائد بات کے جس کی طرف قرآن شریف اشارہ کرتا ہے باقی ساری باتوں میں قرآنی بیان اور تاریخی بیان ایک دوسرے کے مطابق ہیں اور ہرگز کوئی اختلاف نہیں۔ تفصیلات سے قطع نظر کرتے ہوئے تاریخی بیان کا ماحصل جو مضبوط روایات سے ثابت ہے اور جس کی تائید میں صحیح احادیث بھی پائی جاتی ہیں یہ ہے کہ بدر کے موقع پر مسلمان صرف قافلہ کی روک تھام کے خیال سے مدینہ سے نکلے تھے اور لشکر قریش کا علم انہیں بدر کے پاس پہنچ کر ہوا تھا اور اس طرح گویا لشکر قریش اور مسلمانوں کا مقابلہ اچانک ہو گیا تھا۔ اب اس تاریخی بیان کے مقابلہ میں ہم قرآن شریف پر نظر ڈالتے ہیں کہ وہ اس بارے میں کیا کہتا ہے سو سورۃ انفال میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ○ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ○ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ......اِذْ اَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى وَالرَّكْبُ اَسْفَلَ مِنْكُمْ ؕ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَاخْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيْعٰدِ ۙ وَلٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا......وَاِذْ يُرِيْكُمُوْهُمْ اِذِ الْتَقَيْتُمْ فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ قَلِيْلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللّٰهُ اَمْرًا كَانَ مَفْعُوْلًا ؕ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ○

یعنی ''اے رسول! جس طرح نکالا تجھے تیرے رب نے تیرے گھر (مدینہ) سے حق کے ساتھ اس حال میں کہ مومنوں میں سے بعض لوگ تیرے اس نکلنے کو ایک سخت مشکل اور نازک کام سمجھتے تھے۔ اسی طرح نکلے تیرے دشمن تجھ سے لڑتے ہوئے حق کے رستہ میں بعد اسکے کہ وہ حق ان کیلئے ظاہر ہو چکا تھا۔ (یعنی ان پر خدائی سنت کے مطابق اتمام حجت ہو چکا تھا) اور حق کو قبول کرنا ان کیلئے ایسا تھا کہ گویا وہ موت کی طرف دھکیلے جا رہے ہوں اور موت بھی وہ جو سامنے نظر آ رہی ہو اور یاد کرو اے مسلمانو! جبکہ اللہ تعالیٰ تمہیں یہ وعدہ دیتا تھا کہ کفار کے دو گروہوں (یعنی لشکر اور قافلہ) میں سے کسی ایک گروہ پر ضرور تمہیں غلبہ حاصل ہوگا اور تمہارا حال یہ تھا کہ تم خواہش کر رہے تھے کہ ان گروہوں میں سے کم تکلیف اور کم مشقّت والے گروہ (یعنی قافلہ) سے تمہارا سامنا ہو، لیکن اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ (لشکر سے تمہارا مقابلہ کرا کے) اپنی پیشگوئی کے مطابق حق کو قائم کر دے اور ان کفّار مکّہ کی جڑ کاٹ ڈالے (یعنی ائمۃ الکفر ہلاک کر دیئے جائیں)......جبکہ تم بدر کی وادی کے ورلے کنارے پر پہنچے تھے اور قریش کا لشکر پرلے کنارے پر تھا (یعنی تم ایک دوسرے کے آمنے سامنے ہو گئے تھے) اور قافلہ تمہارے نیچے (مکّہ کی طرف کو) نکل چکا تھا (یعنی قافلہ تو بچ کر نکل گیا اور تم اچانک لشکر کے سامنے آ گئے اور یہ سب کچھ خدائی تصرف کے ماتحت ہوا ورنہ) اگر لڑائی کے وقت کی تعیین تم پر چھوڑ دی جاتی تو (اس وقت ظاہری اسباب کے لحاظ سے تمہاری حالت ایسی کمزور تھی کہ) تم ضرور اس میں اختلاف کرتے (یعنی گو تم میں سے بعض یہ کہتے کہ ہم ہر حالت میں لڑنے کو تیار ہیں، لیکن ضرور اس بات پر زور دیتے کہ لڑائی کے وقت کو پیچھے ڈال دیا جاوے تا کہ وہ کفار کے مقابلہ کیلئے اچھی طرح مضبوط ہو جائیں تو پھر لڑائی کیلئے ان کے سامنے آئیں) لیکن اللہ کا ارادہ یہ تھا کہ (تمہیں لشکر قریش کے مقابلہ پر لا کر) وہ کام کر گزرے جس کا فیصلہ پہلے سے ہو چکا تھا (یعنی وہ پیشگوئی پوری کرے جو خدائی نشان کے طور پر ائمۃ الکفر کی ہلاکت کے متعلق کی گئی تھی)......پھر وہ وقت بھی یاد کرو جب میدان جنگ میں اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں میں کفار کو تھوڑا کر کے دکھاتا تھا (تا کہ تم بد دل نہ ہو) اور تمہیں کفار کی نظروں میں تھوڑا کر کے دکھاتا تھا (تا کہ وہ بھی مقابلہ سے پیچھے نہ ہٹ جائیں) یہ بھی خدا نے اس لیے کیا کہ وہ اس بات کو کر گزرے جس کا پہلے سے فیصلہ ہو چکا تھا اور بیشک اللہ ہی کی طرف ہر کام کا مآل ہے (یعنی تمام کاموں کا انتہائی تصرف اسی کے ہاتھ میں ہے اور وہ جس طرح چاہے واقعات کو چلا سکتا ہے'')

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 337 تا 342، مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(971) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی شاذ و نادر ہی مجلس ایسی ہوتی ہوگی جس میں ہر پھر کر وفات مسیح ناصری علیہ السلام کا ذکر نہ آجاتا ہو۔آپ کی مجلس کی گفتگو کا خلاصہ میرے نزدیک دو لفظوں میں آجاتا ہے ایک وفات مسیح اور دوسرے تقویٰ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ وفات مسیح عقائد کی اصلاح اور دوسرے مذاہب کو مغلوب کرنیکے کام کا خلاصہ تھا اور تقویٰ اصلاح نفس کا خلاصہ ہے۔مگر آج کل وفات مسیح سے بحث کا میدان بدل کر دوسری طرف منتقل ہوگیا ہے۔

(972) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میاں بشیر احمد صاحب (یعنی خاکسار مؤلف) جب چھوٹے تھے تو ان کو ایک زمانہ میں شکر کھانے کی بہت عادت ہوگئی تھی۔ ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس پہنچتے اور ہاتھ پھیلا کر کہتے ’’ابا چِٹی‘‘ حضرت صاحب تصنیف میں بھی مصروف ہوتے تو کام چھوڑ کر فوراً اٹھتے۔ کوٹھڑی میں جاتے۔شکر نکال کر ان کو دیتے اور پھر تصنیف میں مصروف ہوجاتے۔تھوڑی دیر میں میاں صاحب موصوف پھر دستِ سوال دراز کرتے ہوئے پہنچ جاتے اور کہتے ’’ابّا چِٹی‘‘ (چِٹی شکر کو کہتے تھے کیونکہ بولنا پورا نہ آتا تھا اور مراد یہ تھی کہ چِٹّے رنگ کی شکر لینی ہے) حضرت صاحب پھر اُٹھ کر ان کا سوال پورا کردیتے۔غرض اس طرح ان دنوں میں روزانہ کئی کئی دفعہ یہ ہیرا پھیری ہوتی رہتی تھی۔مگر حضرت صاحب باوجود تصنیف میں سخت مصروف ہونے کے کچھ نہ فرماتے بلکہ ہر دفعہ ان کے کام کیلئے اٹھتے تھے۔ یہ 1895ء یا اس کے قریب کا ذکر ہے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ میری پیدائش اپریل 1893ء کی ہے۔

(973) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ اصل میں عربی زبان کی ستائیس لاکھ لُغت ہے جس میں سے قرآن مجید میں صرف چار ہزار کے قریب استعمال ہوئی ہے۔عربی میں ہزار نام تو صرف اُونٹ کا ہے اور چار سو نام شہد کا۔

(974) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے مرزا کا کلمہ یہ ہے کہ **’’میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا۔‘‘**

(975) **بسم اللہ الرحمن الرحیم۔** ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بذریعہ تحریر بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے اخلاق میں کامل تھے یعنی:

آپ نہایت رؤف رحیم تھے۔سخی تھے۔مہمان نواز تھے۔اشجع الناس تھے۔ابتلاؤں کے وقت جب لوگوں کے دل بیٹھے جاتے تھے آپ شیر نر کی طرح آگے بڑھتے تھے۔عفو، چشم پوشی، فیاضی، دیانت، خاکساری، صبر، شکر، استغناء، حیا، غضِ بصر، عفّت، محنت، قناعت، وفاداری، بے تکلفی، سادگی، شفقت، ادبِ الٰہی، ادبِ رسول و بزرگانِ دین، حلم، میانہ روی، ادائیگی حقوق، ایفائے وعدہ۔ چُستی، ہمدردی، اشاعت دین، تربیت، حسنِ معاشرت، مال کی نگہداشت، وقار، طہارت، زندہ دلی اور مزاح، رازداری، غیرت، احسان، حفظ مراتب، حسنِ ظنّی، ہمت اور اولوالعزمی، خودداری، خوش روئی اور کشادہ پیشانی کظمِ غیظ، کفِ ید و کفِ لسان، ایثار، معمور الاوقات ہونا، انتظام، اشاعت علم و معرفت، خدا اور اس کے رسول کا عشق، کامل اتباع رسول، یہ مختصراً آپ کے اخلاق و عادات تھے۔

آپ میں ایک مقناطیسی جذب تھا۔ایک عجیب کشش تھی، رُعب تھا، برکت تھی، موانست تھی، بات میں اثر تھا، دُعا میں قبولیت تھی، خدام پروانہ وار حلقہ باندھ کر آپ کے پاس بیٹھتے تھے اور دلوں سے زنگ خود بخود دُھلتا جاتا تھا۔

بے صبری، کینہ، حسد، ظلم، عداوت، گندگی، حرصِ دنیا، بدخواہی، پردہ دری، غیبت، کذب، بے حیائی، ناشکری، تکبّر، کم ہمتی، بخل، تُرش رُوئی و کج خُلقی، بُزدلی، چالاکی، فحشاء، بغاوت، عجز، کسل، ناامیدی، ریا، تفاخرِ ناجائز، دل دکھانا، استہزاء، تمسخر، بدظنی، بے غیرتی، تہمت لگانا، دھوکا، اسراف و تبذیر، بے احتیاطی، چُغلی، لگائی بجھائی، بے استقلالی، لجاجت، بے وفائی، لغو حرکات یا فضولیات میں انہماک، ناجائز بحث و مباحثہ، پُرخوری، کن رسی، افشائے عیب، گالی، ایذاء رسانی، سفلہ پن، ناجائز طرفداری، خود بینی، کسی کے دُکھ میں خوشی محسوس کرنا، وقت کو ضائع کرنا، ان باتوں سے آپ کوسوں دُور تھے۔

آپ فصیح و بلیغ تھے۔نہایت عقلمند تھے۔ دور اندیش تھے۔سچے تارک الدنیا تھے۔ سلطان القلم تھے اور حسب ذیل باتوں میں آپ کو خاص خصوصیت تھی۔خدا اور اسکے رسول کا عشق، شجاعت، محنت، توحید و توکل علی اللہ، مہمان نوازی، خاکساری اور نمایاں پہلو آپ کے اخلاق کا یہ تھا کہ کسی کی دل آزاری کو نہایت ہی ناپسند فرماتے تھے۔اگر کسی کو بھی ایسا کرتے دیکھ پاتے تو منع کرتے۔

آپ نماز باجماعت کی پابندی کرنے والے، تہجد گزار، دُعا پر بے حد یقین رکھنے والے، سوائے مرض یا سفر کے ہمیشہ روزہ رکھنے والے، سادہ عادات والے، سخت مشقّت برداشت کرنے والے اور ساری عمر جہاد میں گذارنے والے تھے۔

آپ نے انتقام بھی لیا ہے۔آپ نے سزا بھی دی ہے۔آپ نے جائز سختی بھی کی ہے۔تادیب بھی فرمائی ہے یہاں تک کہ تادیباً بعض دفعہ بچہ کو مارا بھی ہے۔ملازموں کو یا بعض غلط کار لوگوں کو نکال بھی دیا ہے۔تقریر و تحریر میں سختی بھی کی ہے۔عزیزوں سے قطع تعلق بھی کیا ہے۔بعض خاص صورتوں میں توریہ کی اجازت بھی دی ہے۔بعض وقت سلسلہ کے دشمن کی پردہ دری بھی کی ہے (مثلاً مولوی محمد حسین بٹالوی کے مہدی کے انکار کا خفیہ پمفلٹ) بددعا بھی کی ہے۔مگر اس قسم کی ہر ایک بات ضرورتاً اور صرف رضائے الٰہی اور دین کے مفاد کیلئے کی ہے نہ کہ ذاتی غرض سے۔آپ نے جھوٹے کو جھوٹا کہا۔جنہیں لئیم یا زنیم لکھا وہ واقعی لئیم اور زنیم تھے۔جن مسلمانوں کو غیر مسلم لکھا وہ واقعی غیر مسلم بلکہ اسلام کے حق میں غیر مسلموں سے بڑھ کر تھے۔

مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ آپ کے رحم اور عفو اور نرمی اور حلم والی صفات کا پہلو بہت غالب تھا۔ یہاں تک کہ اس کے غلبہ کی وجہ سے دوسرا پہلو عام حالات میں نظر بھی نہیں آتا تھا۔آپ کو کسی نشہ کی عادت نہ تھی۔کوئی لغو حرکت نہ کرتے تھے، کوئی لغو بات نہ کیا کرتے تھے، خدا کی عزّت اور دین کی غیرت کے آگے کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔آپ نے ایک دفعہ علانیہ ذبِّ تہمت بھی کیا۔ایک مرتبہ دشمن پر مقدمہ میں خرچہ پڑا تو آپ نے اس کی درخواست پر اُسے معاف کردیا۔ایک فریق نے آپ کو قتل کا الزام لگا کر پھانسی دلانا چاہا مگر حاکم پر حق ظاہر ہوگیا اور اس نے آپ کو کہا کہ آپ ان پر قانوناً دعویٰ کرکے سزا دلا سکتے ہیں مگر آپ نے درگذر کیا۔آپ کے وکیل نے عدالت میں آپ کے دشمن پر اس کے نسب کے متعلق جرح کرنی چاہی مگر آپ نے اُسے روک دیا۔

غرض یہ کہ آپ نے اخلاق کا وہ پہلو دُنیا کے سامنے پیش کیا جو معجزانہ تھا۔سراپا حسن تھے۔سراسر احسان تھے اور اگر کسی شخص کا مثیل آپ کو کہا جاسکتا ہے تو وہ صرف محمد رسُول اللہ ہے، صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور بس۔

آپ کے اخلاق کے اس بیان کے وقت قریباً ہر خلق کے متعلق مَیں نے دیکھا کہ مَیں اسکی مثال بیان کرسکتا ہوں۔ یہ نہیں کہ مَیں نے یونہی کہہ دیا ہے۔ مَیں نے آپ کو اس وقت دیکھا جب مَیں دو برس کا بچہ تھا۔پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں ستائیس سال کا جوان تھا مگر مَیں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ مَیں نے آپ سے بہتر، آپ سے زیادہ خلیق، آپ سے زیادہ نیک، آپ سے زیادہ بزرگ، آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا۔آپ ایک نور تھے جو انسانوں کیلئے دُنیا پر ظاہر ہوا اور ایک رحمت کی بارش تھے جو ایمان کی لمبی خشک سالی کے بعد اس زمین پر برسی اور اسے شاداب کرگئی۔اگر حضرت عائشہؓ نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ ’’کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن‘‘ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’’کَانَ خُلُقُهُ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّاتِّبَاعِهٖ‘‘ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ مکرم ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنی اس روایت میں ایک وسیع دریا کو کوزے میں بند کرنا چاہا ہے۔ان کا نوٹ بہت خوب ہے اور ایک لمبے اور ذاتی تجربہ پر مبنی ہے اور ہر لفظ دل کی گہرائیوں سے نکلا ہوا ہے۔مگر ایک دریا کو کوزے میں بند کرنا انسانی طاقت کا کام نہیں۔ہاں خدا کو یہ طاقت ضرور حاصل ہے اور مَیں اس جگہ اس کوزے کا خاکہ درج کرتا ہوں جس میں خدا نے دریا کو بند کیا ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ’’جَرِیُّ اللّٰهِ فِیْ حُلَلِ الْاَنْبِیَآءِ‘‘ یعنی خدا کا رسُول جو تمام نبیوں کے لباس میں ظاہر ہوا ہے۔

اس فقرہ سے بڑھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کوئی جامع تعریف نہیں ہوسکتی۔آپ ہر نبی کے ظل اور بروز تھے اور ہر نبی کی اعلیٰ صفات اور اعلیٰ اخلاقی طاقتیں آپ میں جلوہ فگن تھیں۔کسی نے آنحضرت صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے متعلق کہا ہے اور کیا خوب کہا ہے:

حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، یدِ بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

یہی ورثہ آپ کے ظل کامل نے بھی پایا مگر لوگ صرف تین نبیوں کو گِن کر رہ گئے۔خدا نے اپنے کوزے میں سب کچھ بھر دیا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَيْهِ وَعَلٰى مُطَاعِهٖ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ وَاحْشُرْنِیْ رَبِّ تَحْتَ قَدَمَيْهِمَا ذٰلِكَ ظَنِّیْ بِكَ اَرْجُوْ مِنْكَ خَيْرًا آمِيْن ثُمَّ آمِيْن۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ہمیں اس یقین کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے دعاؤں کا راستہ کھولا ہے اور خدا تعالیٰ دعائیں سنتا ہے، اگر خالص ہوکر اسکے آگے جھکا جائے تو وہ قبول کرتا ہے، کس رنگ میں قبول کرتا ہے یہ وہ بہتر جانتا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 2020)

طالب دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

روزہ کو جھوٹ سے کوئی مناسبت نہیں بلکہ ایسے روزہ دار کا روزہ ہی مقبول نہیں اسی طرح روزہ انسان کو جھوٹی ریاکاری سے بچا کر سچی تواضع سکھاتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10/اپریل 2020)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)

جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے

★ اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔★ اسکے احکامات پر عمل کرنیکی طرف توجہ پیدا کرنا ہے۔★ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یہ دن دعاؤں اور عبادتوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔★ اپنی عملی حالتوں میں بہتری لانیکی کوشش کریں۔★ اپنی برائیوں کو دُور کریں۔★ عبادتوں کے ساتھ ساتھ ذکر الٰہی اور استغفار کی طرف توجہ دیں۔

اگر ہماری یہ سوچ نہیں تو ہمارا جلسے پر آنا فضول ہے

جلسہ سالانہ سپین منعقدہ 9 تا 11 / ستمبر 2022ء بمقام پیدرو آباد کے موقع پر سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خصوصی پیغام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم و علی عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو النّاصر

اسلام آباد (یو. کے)

09-09-2022

پیارے ممبران جماعت احمدیہ سپین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے یہ جان کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ کو اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور اس کے نیک نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

مجھ سے اس موقع پر پیغام بھجوانے کی درخواست کی گئی ہے۔ میرا پیغام یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے جلسوں کے خاص مقاصد ہوتے ہیں اور سب سے بڑا مقصد اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی محبت دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ اسکے احکامات پر عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا کرنا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے یہ دن آپ لوگ دعاؤں اور عبادتوں میں گزارنے کی کوشش کریں۔ اس روحانی ماحول سے فیض اٹھائیں، اپنی عملی حالتوں میں بہتری لانے کی کوشش کریں اور اپنی برائیوں کو دور کریں، ان دنوں میں عبادتوں کے ساتھ ساتھ ذکرِ الٰہی اور استغفار کی طرف ہم توجہ دیں۔ اگر ہماری یہ سوچ نہیں تو ہمارا جلسے پر آنا فضول ہے۔ عقل مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان تین دنوں کو ایک ٹریننگ کیمپ کے طور پر سمجھا جائے اور ہماری عملی حالتوں میں جو کمیاں ہوگئی ہیں اور ہو جاتی ہیں جب انسان ایک ماحول سے باہر نکلتا ہے تو انہیں دور کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ جلسے کے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کیلئے اور دعا میں شریک ہونے کیلئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے'' اور فرمایا ''اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کیلئے ضروری ہیں۔'' (آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن، جلد 4، صفحہ 351-352)

پس جلسے کا مقصد ایمان اور یقین میں ترقی ہے، معرفت میں بڑھنا ہے۔ آپؑ نے ایک موقعے پر یہ بھی فرمایا کہ یہ دنیاوی میلوں کی طرح کا میلہ نہیں ہے۔ (ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن، جلد 6، صفحہ 395) کہ ہم اکٹھے ہو گئے اور شور وغل کر دیا اور جمع ہو گئے اور اپنی تعداد ظاہر کر دی۔ یہ تو مقصد نہیں ہے۔ پس جلسے پر آنے والے ہر شخص کو، مرد کو بھی، عورت کو بھی، جوان کو بھی، بوڑھے کو بھی اس طرف توجہ رکھنی چاہیے کہ اس کا ایمان اور یقین اور معرفت بڑھے تاکہ خدا اور اسکے رسول کی محبت میں اضافہ ہو۔

یہاں جلسہ کی کارروائی کے دوران بھی اور وقفوں میں بھی اور رات کو بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ یہ دعا مانگیں اور عہد کریں کہ اے خدا ہم نیک نیت ہوکر تیرے مسیح کے جاری کردہ اس جلسے میں شامل ہوئے جو یقیناً تیری خاص تائیدات اور اذن سے جاری ہوا۔ اس میں تیری رضا کے حصول اور تیرے ذکر میں بڑھنے اور تیری محبت کے حصول کیلئے شامل ہوئے ہیں۔ اپنی ان تمام برکات سے ہمیں متمتع فرما جو تو نے اس جلسے سے وابستہ کی ہیں اور ہمارے اندر وہ پاک تبدیلیاں پیدا فرما جو تُو چاہتا ہے اور جس کو قائم کرنے کیلئے تُو نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلامِ صادق کو اس زمانے میں بھیجا ہے تاکہ ہم اسکی بیعت میں حقیقی رنگ میں شامل ہونے والے بن سکیں۔ پس جب ہم اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہوئے اور درود و استغفار کرتے ہوئے یہ دن گزاریں گے، اپنے دنوں کو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے کریں گے تو ہماری عبادتوں کے معیار بھی بلند ہوں گے اور اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے ہم اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حق ادا کرنے والے بھی بنیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان جلسوں کا ایک مقصد یہ بھی بیان فرمایا تھا کہ جماعت کے افراد کا آپس کا توڈّد و تعارف بڑھے۔ پس جہاں نئے آنے والوں سے احمدیت کے رشتے کی وجہ سے محبت اور تعارف کا رشتہ قائم ہوگا وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ پرانے رشتوں میں مزید محبت پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے بے انتہا نوازتا ہے جو اپنے بھائی سے خدا تعالیٰ کی خاطر محبت کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو جلسہ سالانہ کے انعقاد کا نہایت بابرکت موقع عطا فرمایا ہے اس سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور اس موقع پر سنی ہوئی نیک باتوں پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔ اللہ آپ کو جلسہ کی تمام علمی اور روحانی برکتوں سے فیضیاب فرمائے۔ آمین۔

(دستخط) مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4 / نومبر 2022)

اللہ کرے سب جھولیاں رحمت سے بھر سکیں

نصر الحق نصر، نیپالی، معلم سلسلہ وقف جدید ارشاد

آیا خدا کا سایا رمضان کی شکل میں
رحمت کا ابر چھایا رمضان کی شکل میں
اس ماہ میں اللہ نے نازل کیا قرآن
انسانیت پے ہے بڑا اللہ کا احسان
فرمان ہے اللہ کا رمضاں کے واسطے
غمخوار و دردمند ہو انساں کے واسطے
پابند سلاسل کئے جاتے ہیں شیاطین
جنت کے در بھی کھلتے ہیں برائے مومنین
رمضان میں ہے ساری عبادت کا مزہ اور
اس ماہ میں ہے قرآں کی تلاوت کا مزہ اور
وقت سحر نوافل و سحری کی ہے بہار
افطار کی لذت کا بھی ہوتا ہے انتظار
مومن وہ خوش نصیب ہے جس کو ملے رمضان
اپنی وہ مغفرت کا جو کر لیتا ہے سامان
گنتی کے چندروز ہیں ہم شوق سے رکھیں
روزہ خدا کے واسطے ہے ذوق سے رکھیں
اجر عظیم دیگا خدا سوچ سے زیادہ
دیدار سے نوازیگا وہ، ہے یہی وعدہ
آتا ہے خدا آسمانِ دنیا پر اس میں
یعنی وہ اپنے بندوں سے ہے قریب تر اس میں
سنت کا اجر فرض کی مانند ہے اس میں
اک فرض کا ستر کے برابر بھی ہے جس میں
وہ ماہ مبارک ہے یہ رمضاں کا مہینہ
جل جاتی ہے جس میں بدی، نیکی کا ہے زینہ
آتی ہے ایک رات بھی اس ماہِ مبیں میں
خَیۡرٌ مِّنۡ اَلۡفِ شَھۡرٍ ہے جو دین متیں میں
ہو جائے جسے عمر میں اک رات میسر
دارین میں ہو خیر کے لمحات میسر
اس ماہ میں ہم نیکیاں کثرت سے کر سکیں
اللہ کرے سب جھولیاں رحمت سے بھر سکیں

......☆......☆......☆......

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

جمال و حُسنِ قرآں نورِ جانِ ہر مُسلماں ہے
قمر ہے چاند اَوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

’’کوئی کام بھی ایسا نہیں جو عورت نہیں کر سکتی، وہ تبلیغ بھی کر سکتی ہے، وہ پڑھا بھی سکتی ہے،
وہ لڑائی میں بھی شامل ہو سکتی ہے اور اگر مال اور جان کی قربانی کا سوال ہو تو وہ ان کی قربانی بھی کر سکتی ہے
اور بعض کام وہ مردوں سے بھی لے سکتی ہے، مرد بعض دفعہ کمزوری دکھا جاتے ہیں، اس وقت جو غیرت عورت دکھاتی ہے وہ کوئی اور نہیں دکھا سکتا۔‘‘

عبادتوں اور تعلق باللہ کے اعلیٰ معیار کے قیام، جان، مال، اولاد اور مال کی قربانیوں،
تربیتِ اولاد، ایمان کی خاطر تکالیف برداشت کرنے اور اس پر قائم رہنے، دینی علم کے حصول کے بے مثال شوق
نیز میدانِ عمل میں بہادری دکھانے سے متعلق قرونِ اولیٰ اور دورِ آخرین کی خواتین کے قابلِ تقلید نمونوں کا ولولہ انگیز بیان

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ 2022ء کے دوسرے روز مستورات کے اجلاس سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب
فرمودہ مورخہ 6/اگست 2022ء بروز ہفتہ بمقام حدیقۃ المہدی (جلسہ گاہ) آلٹن، ہمپشئر، یو۔کے

(قسط اوّل)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

آج میں آپ کے سامنے بعض عورتوں کی بعض مثالیں پیش کروں گا اور جو واقعات پیش کروں گا ان سے ایک حقیقی مسلمان عورت کی دینی اور روحانی حالت کا بھی پتہ چلتا ہے، دین کیلئے غیرت کا بھی پتہ چلتا ہے، دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی روح کا بھی پتہ چلتا ہے۔ اولاد کی تربیت کی فکر کا بھی پتہ چلتا ہے۔ غرض کہ بہت سی اور بھی باتیں ہیں جن سے ایک حقیقی مسلمان عورت کا مقام سامنے آتا ہے۔ یہ واقعات مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابیات کی سیرت سے بھی لیے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی احمدی خواتین کے بھی ہیں۔ آپؑ کے بعد کے زمانے کی احمدی خواتین کے بھی اور اب تک موجودہ دَور کے بھی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کے بعد خلافت خامسہ سے پہلے کے صرف حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کے بعض واقعات لیے ہیں۔ صحابیات سے لے کر اب تک ان واقعات کی اتنی بڑی تعداد ہے کہ ایک ایک دَور کے واقعات کو بیان کرنے کیلئے ہی کئی گھنٹے چاہئیں اور اگر لکھا جائے تو کتابوں کی کئی جلدیں چاہئیں اور پھر بھی شاید ختم نہ ہوں۔ ان واقعات کا یوں جمع کرنا ہماری تاریخ میں یہ بتاتا ہے کہ اسلام کی ابتدا سے عورت کا جو مقام تھا اس نے ان مثالوں کو زندہ رکھا ہوا ہے۔

اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام عورت کو کوئی مقام نہیں دیتا۔

مسلمان عورت کا اسلام کی تاریخ میں ذکر اور اسکی عبادتوں کے معیار، جان مال کی قربانی اور اولاد کی تربیت کی مثالیں جو اب تک زندہ ہیں اور ان مثالوں کی بنیاد پر آئندہ جو عمارتیں استوار ہو رہی ہیں وہی اس بات کا ثبوت ہیں کہ عورت کا اسلام میں ایک مقام ہے۔ دنیا کے تاریخ دان تو اپنی تاریخ میں چند ایک عورتوں کی مثالیں محفوظ کیے ہوئے ہیں لیکن اسلام کی تاریخ میں صرف چند ایک بڑی نامور خواتین کے ہی نام محفوظ نہیں بلکہ بے شمار مثالیں عورتوں کی نیکی اور تقویٰ اور قربانیوں کے حوالے سے محفوظ ہیں اور ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ اب مزید کسی تمہید کے بغیر مَیں بعض مثالیں اور واقعات پیش کرتا ہوں لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ عورتیں کہتی ہیں کہ عورتوں کے بھی واقعات بیان کیا کریں۔ تو اگر صرف ان واقعات کو سن کر وقتی طور پر محظوظ ہونا ہے اور متاثر ہونا ہے تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

ان واقعات کو سننے کا فائدہ تو تبھی ہے جب ان نیک نمونوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بھی بنانے کی کوشش کریں۔ پس اس نیت سے انہیں سنیں اور غور کریں۔

عبادتوں اور تعلق باللہ کے معیار قائم کرنے کیلئے جو کوششیں صحابیات عورتیں کرتی تھیں اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے: حضرت عبداللہ بن عباسؓ اپنی والدہ حضرت ام فضلؓ کا ذکر کرتے ہیں کہ میری والدہ کو روزے سے اس قدر محبت تھی کہ ہر پیر اور جمعرات کے دن وہ روزہ رکھا کرتی تھیں۔
(الطبقات الکبریٰ لابن سعد، جلد 8، صفحہ 217، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

پھر امّ المومنین حضرت میمونہ بنت حارثؓ سے ایک روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین کی ایک جماعت میں مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ حضرت زینب بنت جحشؓ نے کوئی بات کہی۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹ دیا کہ بیچ میں کیوں بول رہی ہو۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے عمر! ان کو چھوڑ دو۔ وہ تو اَوَّاہ ہیں یعنی جو خوف خدا اور محبت کی وجہ سے بہت آہیں بھرتا ہو۔ ایک روایت میں یہ ذکر بھی ملتا ہے کسی آدمی نے پوچھا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اَوَّاہ کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا اَلْخَاشِع، اللہ سے ڈرنے والا۔ اَلدَّعَّاء، بہت دعائیں کرنے والا۔ اَلْمُتَضَرِّع، تضرع اختیار کرنے والا۔
(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء زیر لفظ زینب بنت جحش، جلد 2، صفحہ 49 حدیث 1494) تو ان عورتوں کا روحانی لحاظ سے یہ مقام تھا۔

جان و مال کی اور اولاد کی قربانی کی مثالیں ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ حضرت عمارؓ کے والدین کا تاریخی رنگ میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’آپ کے والد یاسرؓ اور آپ کی والدہ سمیہؓ کو بھی کفار بہت دکھ دیتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ جبکہ ان دونوں کو دکھ دیا جا رہا تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے ان دونوں کی تکلیفوں کو دیکھا اور آپؐ کا دل درد سے بھر آیا۔ آپؐ ان سے مخاطب ہو کر بولے صَبْرًا اٰلَ یَاسِر فَاِنَّ مَوْعِدَکُمُ الْجَنَّۃُ، اے یاسر کے خاندان! صبر سے کام لو! خدا نے تمہارے لئے جنت تیار کر چھوڑی ہے۔ اور یہ پیشگوئی تھوڑے ہی دنوں میں پوری ہوگئی کیونکہ یاسرؓ مار کھاتے کھاتے مر گئے۔‘‘ فوت ہو گئے۔ ’’مگر اِس پر بھی کفار کو صبر نہ آیا اور انہوں نے ان کی بڑھیا بیوی سمیہؓ پر ظلم جاری رکھے۔ چنانچہ ابوجہل نے ایک دن غصہ میں ان کی ران پر زور سے نیزہ مارا جو ران کو چیرتا ہوا ان کے پیٹ میں گھس گیا اور تڑپتے ہوئے انہوں نے جان دے دی۔‘‘ (دیباچہ تفسیر القرآن، انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 195-196)

حضرت امِ شریکؓ نے جب اسلام قبول کیا تو ان کے مشرک رشتہ داروں نے ان کو ان کے گھر سے پکڑ لیا اور ان کو ایک بدترین مست اور شریر اونٹ پر سوار کر دیا اور ان کو شہد کے ساتھ روٹی دیتے رہے اور پینے کیلئے پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں دیتے تھے اور انہیں سخت دھوپ میں کھڑا کر دیتے تھے جس سے ان کے ہوش و حواس جاتے رہے۔ انہوں نے تین دن تک یہی سلوک روا رکھا اور پھر کہنے لگے کہ جس دین پر تو قائم ہے اس کو چھوڑ دے تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے۔ حضرت ام شریکؓ کہتی ہیں کہ مَیں ان کی بات نہ سمجھ سکی۔ ہوش و حواس گم ہو گئے تھے اس لیے بات نہیں سمجھ سکیں لیکن کہتی ہیں ہاں چند کلمے سن لیے۔ پھر مجھے انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ کر کے بتایا گیا کہ توحید کو چھوڑ دو۔ فرماتی ہیں مَیں نے کہا اللہ کی قسم! مَیں توحید پر قائم ہوں۔ (ماخوذ از الطبقات الکبریٰ، جلد 8 صفحہ 123 دار الکتب العلمیۃ بیروت، ذکر ام شریک)
یہ تھی توحید کی حفاظت ان لوگوں کی۔

حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ شہادت سے دس دن پہلے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ اپنی والدہ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے۔ وہ بہت بیمار تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان کی خیریت دریافت کی تو حضرت اسماءؓ نے کہا مَیں تو سخت تکلیف میں ہوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا کہ موت میں راحت ہے۔ انہوں نے دیکھا ایسی حالت ہے، قریب المرگ ہیں انہوں نے تسلی دی کہ اب یہی ہے، موت ہی ہے اور اسی میں راحت ہے، اسی میں سکون ملے گا۔ حضرت اسماءؓ نے بیٹے کو فوراً جواب دیا کہ شاید تم میرے لیے موت کی خواہش کر رہے ہو۔ مَیں اس وقت تک نہیں مروں گی جب تک مَیں دو صورتوں میں سے ایک صورت نہ دیکھ لوں۔ (یہ ایمان تھا، یقین بھی تھا) یا تو تم شہید ہو جاؤ، تمہیں شہید ہوتا دیکھ لوں اور مَیں اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھوں اور یا تم اپنے دشمن پر قابو پا لو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں۔ حضرت عروہؓ فرماتے ہیں یہ سن کر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے میری طرف دیکھا اور مسکرا دیے اور جس دن انہیں شہید کیا گیا وہ مسجد حرام میں اپنی والدہ سے ملاقات کیلئے آئے تو آپ کی والدہ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے کہا۔ بیٹا قتل ہونے کے ڈر سے کوئی ایسا راستہ قبول نہ کرنا جس میں ذلّت ہو کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار کا وار قبول کرنا ذلت کے کوڑوں سے بہتر ہے۔ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، جلد 3، صفحہ 41، عبداللہ بن زبیر اشاعت 2010ء) یہ جرأت تھی ان عورتوں میں، یہ قربانی کا مادہ تھا اپنی اولاد کیلئے بھی۔

قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مصلح موعودؓ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ ’’جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم احد کے میدان سے واپس تشریف لائے تو مدینہ کی عورتیں اور بچے شہر سے باہر استقبال کیلئے نکل آئے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کی باگ ایک پرانے اور بہادر انصاری صحابی سعد بن معاذؓ نے پکڑی ہوئی تھی اور وہ فخر سے آگے آگے چلے آ رہے تھے۔ شہر کے پاس انہیں اپنی بڑھیا ماں جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی آتی ہوئی ملی۔ احد میں اس کا ایک بیٹا بھی مارا گیا تھا۔ اس بڑھیا کی آنکھوں میں موتیا بند اتر رہا تھا اور اس کی نظر کمزور ہو

چکی تھی۔ وہ عورتوں کے آگے کھڑی ہوگئی اور اِدھر اُدھر دیکھنے لگی اور معلوم کرنے لگی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کہاں ہیں؟ سعد بن معاذ نے سمجھا کہ میری ماں کو اپنے بیٹے کے شہید ہونے کی خبر ملے گی تو اسے صدمہ ہوگا۔ اس لیے انہوں نے چاہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے حوصلہ دلائیں اور تسلی دیں۔ اس لیے جونہی ان کی نظر اپنی والدہ پر پڑی انہوں نے کہا: یا رسول اللہؐ! میری ماں، یارسول اللہؐ! میری ماں۔ آپؐ نے افسوس کرتے ہوئے اس بڑھیا سے جس کی نظر کمزور ہو چکی تھی ”فرمایا: بی بی! بڑا افسوس ہے کہ تیرا ایک لڑکا اس جنگ میں شہید ہوگیا ہے۔ بڑھیا کی نظر کمزور تھی اس لئے وہ آپؐ کے چہرہ کو نہ دیکھ سکی۔ وہ اِدھر اُدھر دیکھتی رہی آخر کار اس کی نظر آپؐ کے چہرہ پر ٹِک گئی۔ وہ آپؐ کے قریب آئی اور کہنے لگی یارسول اللہؐ! جب مَیں نے آپؐ کو سلامت دیکھ لیا ہے تو آپ سمجھیں کہ مَیں نے مصیبت کو بھون کر کھالیا۔

اب دیکھو وہ عورت جس کے بڑھاپے میں عصائے پیری ٹوٹ گیا تھا۔“ ایک جوان بیٹا جو اسکا سہارا تھا وہ ختم ہوگیا۔ ”کس بہادری سے کہتی ہے کہ میرے بیٹے کے غم نے مجھے کیا کھانا ہے۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو مَیں اس غم کو بھون کر کھا جاؤں گی۔ میرے بیٹے کی موت مجھے مارنے کا موجب نہیں ہوگی بلکہ یہ خیال کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور آپؐ کی حفاظت کے سلسلہ میں میرے بیٹے نے اپنی جان دی ہے میری قوت کو بڑھانے کا موجب ہوگا۔ تو دیکھو عورتوں کی یہ عظیم الشان قربانی تھی جس سے اسلام دنیا میں پھیلا۔“

(قرونِ اولیٰ کی مسلمان خواتین کا نمونہ، انوار العلوم، جلد 25، صفحہ 441)

حضرت زِنِّیرہؓ رومی اسلام میں سبقت لے جانے والی خواتین میں سے تھیں۔ انہوں نے اسلام کے آغاز میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ مشرکین آپؓ کو اذیتیں دیتے تھے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ آپؓ بنومخزوم کی لونڈی تھیں اور ابوجہل آپ کو اذیت دیا کرتا تھا اور یہ کہا جاتا ہے کہ آپ بنوعبدالدار کی لونڈی تھیں۔ یا اس کی یا اس کی بہرحال وہ لونڈی ہی تھیں۔ جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو ان کی بینائی چلی گئی۔ اس پر مشرکین نے کہا کہ لات اور عزیٰ نے جو ان کے دو بڑے بت ہیں۔ ان دونوں کے انکار کرنے کی وجہ سے زِنِّیرہ کو اندھا کر دیا ہے، انہوں نے اس لیے اس کو اندھا کر دیا ہے، اس کی نظر خراب ہوگئی ہے کہ یہ مسلمان ہوگئی ہے۔ اس پر حضرت زِنِّیرہؓ نے کہا کہ لات اور عزیٰ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ ان دونوں کی عبادت کون کرتا ہے۔

بڑا مضبوط ایمان تھا۔ یہ تو آسمان سے ہے، یعنی خدا کی منشا ہے، مَیں بیمار ہوئی، تکلیف ہوئی، میری نظر چلی گئی، لوگوں کی ہوتی ہے، اور میرا رب میری بینائی لوٹانے پر قادر ہے لیکن یہ بھی یاد رکھو کہ تم کہتے ہو میری بینائی اس وجہ سے چلی گئی تو پھر میرا رب بھی قادر ہے کہ میری بینائی لوٹا دے۔ میں اس واحد خدا کو نہیں چھوڑوں گی۔ اگلے دن انہوں نے اس حالت میں صبح کی، پھر اللہ تعالیٰ کا بھی سلوک دیکھیں کہ اگلے دن صبح جب وہ اٹھی ہیں تو اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی بینائی لوٹا دی تھی، نظر بالکل ٹھیک ہوگئی تھی۔ اس پر قریش نے کہا یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جادو کی وجہ سے ہے کہ محمدؐ نے جادو کر دیا ہے اس لیے بینائی آگئی ہے اور کوئی وجہ نہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ نے ان کی تکالیف دیکھیں جو آپؓ کو پہنچائی جاتی تھیں تو انہوں نے ان کو خریدا اور آزاد کر دیا۔ (اسد الغابہ، جلد 7 (النساء) حرف الزای زِنیرہ الرومیہ، صفحہ 124، دار الکتب العلمیۃ 2011ء)

یہ لوگ دین کی خاطر سختیاں کس طرح برداشت کرتے تھے، ایک روایت ہے حضرت ابوبکرؓ ایک دفعہ بنومؤمل کی ایک لونڈی کے پاس سے گزرے۔ بنو مُؤَمَّل جو بنوعدی بن کعب کا ایک قبیلہ ہے۔ بہرحال وہ لونڈی مسلمان تھی۔ عمر بن خطاب ان کو ایذا دے رہے تھے تاکہ وہ اسلام کو چھوڑ دے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان دنوں ابھی مشرک تھے، اسلام نہیں لائے تھے اور مسلمانوں پر سختیاں کیا کرتے تھے اور اس عورت کو مارا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ جب تھک جاتے تو کہتے کہ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ مَیں نے تمہیں صرف تھکاوٹ کی وجہ سے چھوڑا ہے۔ اتنی سخت جان تھیں، اتنی سختیاں برداشت کرتی تھیں کہ حضرت عمرؓ جیسے انسان مار مار کے تھک جاتے تھے لیکن انہوں نے اپنے دین کو نہیں چھوڑا۔ آخر وہ خود تھک کے چھوڑ دیتے تھے۔ اس پر وہ حضرت عمرؓ کو جواب دیتیں کہ اللہ تمہارے ساتھ بھی اسی طرح کرے گا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے اسے بھی خرید کر آزاد کر دیا۔

(السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، صفحہ 166، ذکر عدوان المشرکین علی المستضعفین ممن اسلم بالاذی و الفتنۃ، مکتبہ العصریۃ 2011ء)

لیکن اللہ تعالیٰ کو حضرت عمرؓ کی کوئی نیکی پسند آئی تھی اس کی وجہ سے ان کو اسلام قبول کرنے کی سعادت دے دی اور وہ سلوک نہیں ہوا۔

مسلمان عورتوں کے اولاد کی قربانی کے معیار کیا تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے ایک واقعہ اپنے الفاظ میں اس طرح بیان کیا ہے کہ ”حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب عراق میں قادسیہ کے مقام پر جنگ جاری تھی تو کسریٰ میدان جنگ میں ہاتھی لایا۔ اونٹ ہاتھی سے ڈرتا ہے اس لئے وہ انہیں دیکھ کر بھاگتے تھے اور اس طرح مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا اور بہت سے مسلمان مارے گئے۔ آخر ایک دن مسلمانوں نے فیصلہ کیا کہ خواہ کچھ ہو آج ہم میدان سے ہٹیں گے نہیں جب تک دشمن کو شکست نہ دے لیں۔ ایک عورت حضرت خنساءؓ اپنے چار بیٹوں کو لے کر میدانِ جنگ میں آئیں اور ان کو مخاطب کر کے کہنے لگیں کہ پیارے بیٹو! تمہارے باپ نے اپنی زندگی میں ساری جائیداد تباہ کر دی تھی ...... اور جب تمہارا باپ مرا تو اس نے کوئی جائیداد نہ چھوڑی۔“ بڑی غربت کی حالت تھی۔ ”مَیں اس وقت جوان تھی۔ تمہارے باپ کی کوئی جائیداد نہ تھی۔ پھر اپنی زندگی میں اس نے میرے ساتھ کوئی حسنِ سلوک بھی نہیں کیا تھا“ کہ مَیں کہوں کہ اسکی عزت کی خاطر اسکے بچوں کی حفاظت کروں، کوئی حسنِ سلوک نہیں کیا تھا اس نے میرے سے اور ”اگر عرب کے رسم و رواج کے مطابق میں بدکار ہو جاتی تو کوئی اعتراض کی بات نہ تھی۔“ اس وقت رواج تھا، اس طرح کھلی عورتیں تھیں، بے حیائیاں عام تھیں۔ اب بھی معاشرے میں بے حیائیاں عام ہو رہی ہیں مگر کہتی ہیں کہ ”مگر مَیں نے اپنی تمام عمر نیکی سے گزاری۔ اب“ کہنے لگیں اپنے بیٹوں کو کہ ”کل فیصلہ کن جنگ ہونے والی ہے۔ میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں۔

کل کفر اور اسلام میں مقابلہ ہوگا اگر تم فتح حاصل کیے بغیر واپس آئے تو میں خدا تعالیٰ کے حضور کہوں گی کہ مَیں ان کو اپنا کوئی بھی حق نہیں بخشتی۔

اس طرح اس نے اپنے چاروں بیٹوں کو جنگ میں تیار کر کے بھیج دیا اور پھر گھبرا کر“ آخر بیٹے تھے ان کا پیار بھی غالب آگیا تو گھبرا کر ”خود جنگل میں چلی گئی اور وہاں تنہائی میں سجدہ میں گر کر اور رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگنے لگی اور دعا یہ کی کہ اے میرے خدا! مَیں نے اپنے چاروں بیٹوں کو دین کی خاطر مرنے کیلئے بھیج دیا ہے لیکن تجھ مَیں یہ طاقت ہے کہ ان کو زندہ واپس لے آئے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ایسا فضل کیا کہ مسلمانوں کو فتح بھی ہوگئی اور اس کے چاروں بیٹے بھی زندہ واپس آگئے۔

یہ جرأت اور بہادری ایمان بالآخرۃ ہی کا نتیجہ تھی۔ یہ لوگ سمجھتے تھے کہ دنیا کی نجات اسلام سے وابستہ ہے اور ہم خواہ مارے بھی جائیں تب بھی پرواہ نہیں کیونکہ دنیا بچ جائے گی اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوجائے گا۔“ (تفسیر کبیر، جلد 7 صفحہ 338-339)

مالی قربانی کی مثالیں ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن گھر سے نکلے اور دو رکعت نماز ادا کی۔ ان سے پہلے اور بعد میں آپؐ نے کوئی نوافل ادا نہیں کیے۔ پھر آپؐ عورتوں کی طرف گئے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت بلالؓ بھی تھے۔ پھر آپؐ نے عورتوں کو نصائح فرمائیں اور انہیں صدقہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ عورتیں اپنی بالیاں اور کنگن اتار اتار کر دینے لگیں۔ (بخاری، کتاب الزکاۃ، باب التحریض علی الصدقہ والشفاعۃ فیھا حدیث 1431) جو زیور انہوں نے پہنا ہوا تھا اتار کر دے دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت عائشہؓ کی سخاوت اور ان کی ذاتی سادگی کے بارے میں ان کی زندگی کے واقعات ملتے ہیں۔

حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے حضرت عائشہؓ کو ستر ہزار درہم تقسیم کرتے دیکھا ہے۔ اس قدر مال و دولت ہونے کے باوجود آپؓ اپنی قمیض کے گریبان پر پیوند لگاتی تھیں۔ (حلیۃ الاولیاء و طبقات الاصفیاء لابی نعیم، جلد 2، صفحہ 43، 44، روایت نمبر 1472 مکتبہ الایمان المنصورہ 2007ء)

اپنی کوئی پروا نہیں کرتی تھیں۔ ایک واقعہ حضرت عائشہؓ کا حضرت مصلح موعودؓ نے بیان کیا کہ ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا گو خود نہیں کماتی تھیں مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپؐ کے تعلق کی وجہ سے صحابہ آپؓ کی خدمت میں اکثر ہدایا بھجواتے رہتے تھے۔“ تحفے بھجواتے رہتے تھے ”لیکن وہ بھی اپنا اکثر روپیہ غرباء اور مساکین میں تقسیم فرمادیا کرتی تھیں۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ بعض دفعہ ایک ایک دن میں ہزارہا روپیہ آپؓ کے پاس آیا مگر آپؓ نے وہ سب کا سب شام تک تقسیم کر دیا اور ایک پائی بھی اپنے پاس نہ رکھی۔ اِس پر ایک سہیلی نے کہا، آپؓ روزہ سے تھیں، افطاری کیلئے چار آنے تو رکھ لیتیں“ کچھ تو پاس ہوتا، افطاری ٹھیک طرح کر لیتیں۔ ”آپؓ نے فرمایا تم نے پہلے کیوں نہ یاد دلایا۔“ یہ صرف اس کو ٹالنے کیلئے بات کی۔ ”ان کی عادت کو دیکھ کر“ کہ بڑی اس طرح غریب پروری کرتی ہیں کوئی پیسہ اپنے پاس نہیں رکھتیں ”ایک دفعہ ان کے بھانجے نے جس نے ان کے مال کا وارث ہونا تھا کہیں کہہ دیا کہ حضرت عائشہؓ تو اپنا سارا مال لٹا دیتی ہیں۔ یہ خبر جب حضرت عائشہؓ کو پہنچی تو آپؓ نے اپنے گھر میں اس کا آنا جانا بند کر دیا اور قسم کھائی کہ اگر مَیں نے اسے اپنے گھر میں آنے کی اجازت دی تو مَیں اس کا کفارہ ادا کروں گی۔ کچھ عرصہ کے بعد صحابہؓ نے درخواست کی کہ آپؓ اس کا قصور معاف فرمادیں۔ چنانچہ ان کے زور دینے پر حضرت عائشہؓ نے ان کو معاف کر دیا“ بھانجے کو معاف تو کر دیا ”مگر فرمایا کہ چونکہ مَیں نے یہ عہد کیا تھا کہ اگر مَیں اسے معاف کروں گی تو کفارہ ادا کروں گی اس لئے مَیں اسکا کفارہ یہ قرار دیتی ہوں کہ آئندہ میرے پاس جو دولت بھی آئیگی وہ مَیں سب کی سب غرباء اور یتامیٰ اور مساکین کی بہبودی کیلئے تقسیم کر دیا کروں گی۔“ (سیرِ روحانی (6)، انوار العلوم، جلد 22، صفحہ 578-579)

ام عمارہ کی بہادری اور بچوں کی تربیت اور ایمان پر قائم رہنے کے واقعات ملتے ہیں۔ ایک واقعہ ہے، اس کو پڑھیں اور دیکھیں اور سوچیں تو پتہ لگتا ہے کہ کس شان کی عورت تھیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ ”آدھی رات کے بعد پھر وادی عقبہ میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مدینہ کے مسلمان جمع ہوئے۔“ یہ شروع میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تھے۔ ”اب آپؐ کے ساتھ آپؐ کے چچا عباسؓ بھی تھے۔“ مدینہ کے لوگ آئے

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for
royal weddings & celebrations.
2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
HYDRABAD ROAD, YADGIR - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

ان کو ملنے کیلئے گئے۔ ’’اس دفعہ مدینہ کے مسلمانوں کی تعداد تہتر تھی۔ ان میں باسٹھ خزرج قبیلہ کے تھے اور گیارہ اوس کے تھے اور اس قافلہ میں دو عورتیں بھی شامل تھیں جن میں سے ایک بنی نجار قبیلہ کی امِ عمارہؓ بھی تھیں۔ چونکہ مصعب کے ذریعہ سے اِن لوگوں تک اسلام کی تفصیلات پہنچ چکی تھیں یہ لوگ ایمان اور یقین سے پُر تھے۔ بعد کے واقعات نے ظاہر کر دیا کہ یہ لوگ آئندہ اسلام کا ستون ثابت ہونے والے تھے۔ امِ عمارہؓ جو اس دن شامل ہوئیں انہوں نے اپنی اولاد میں اسلام کی محبت اتنی داخل کر دی کہ ان کا بیٹا خبیبؓ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مسیلمہ کذاب کے لشکر کے ہاتھ میں قید ہو گیا تو مسیلمہ نے اسے بلا کر پوچھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں؟ خبیبؓ نے کہا ہاں۔ پھر مسیلمہ نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا نہیں۔ اس پر مسیلمہ نے حکم دیا کہ ان کا عضو کاٹ لیا جائے۔‘‘ جسم کا ایک ٹکڑا کاٹ دو۔ ’’تب مسیلمہ نے پھر ان سے پوچھا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں؟ خبیبؓ نے کہا ہاں۔ پھر اس نے کہا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں؟ خبیبؓ نے کہا نہیں‘‘ اب ایک بازو کٹ گیا یا کوئی عضو کٹ گیا اسکے بعد پھر وہی بات کی۔ ’’پھر اس نے آپؓ کا ایک دوسرا عضو کاٹنے کا حکم دے دیا۔‘‘ دوسرا بازو کاٹ دیا یا ٹانگ کا حصہ کاٹ دیا۔ ’’ہر عضو کاٹنے کے بعد وہ سوال کرتا جاتا تھا کہ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ مَیں اللہ کا رسول ہوں اور خبیبؓ کہتا تھا کہ نہیں۔ اِسی طرح اسکے سارے اعضاء کاٹے گئے اور آخر میں اِسی طرح ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنے ایمان کا اعلان کرتے ہوئے وہ خدا سے جاملا۔‘‘ یہ سب تربیت تھی ام عمارہؓ کی۔ جس کی وجہ سے ان کا یہ مضبوط ایمان تھا۔ ’’خود ام عمارہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بہت سی جنگوں میں شامل ہوئی ہیں۔‘‘

(انوار العلوم، جلد 20، صفحہ 220-221)

نیکیوں کے معیار کے بارے میں ایک روایت ہے، ابن ابی مُلَیکہ سے روایت ہے کہ حضرت اسماءؓ نے کہا مَیں حضرت زبیر کے گھر کام کاج کیا کرتی تھی۔ ان کا ایک گھوڑا تھا جسکی میں نگہداشت کرتی۔ گھوڑے کی دیکھ بھال سے زیادہ مشکل مجھے کوئی اَور کام نہ لگتا تھا۔ مَیں اس کیلئے گھاس لاتی اور اسکی دیکھ بھال کرتی اور اس کا خیال رکھتی۔ یہ راوی کہتے ہیں پھر انہیں ایک خادمہ ملی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس قیدی آئے تو آپؐ نے انہیں ایک خادمہ عطا کی۔ حضرت اسماءؓ کہتی ہیں اس نے مجھے گھوڑے کی دیکھ بھال سے مستغنی کر دیا اور مجھ سے یہ بوجھ اتار دیا۔ پھر میرے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا اے ام عبداللہ! مَیں ایک غریب آدمی ہوں مَیں چاہتا ہوں کہ تمہارے گھر کے سائے میں کاروبار کروں۔ حضرت اسماءؓ نے کہا کہ اگر مَیں تمہیں اجازت بھی دوں گی تو حضرت زبیرؓ انکار کر دیں گے۔ پس تم آنا اور مجھ سے زبیر کی موجودگی میں پوچھنا۔ وہ شخص آیا اس نے کہا ام عبداللہ! مَیں ایک غریب آدمی ہوں۔ چاہتا ہوں کہ آپ کے گھر کے سائے میں کاروبار کروں۔ انہوں نے کہا کیا تجھے مدینہ میں میرا ہی گھر نظر آیا ہے؟ حضرت زبیرؓ نے انہیں کہا تمہیں کیا ہوا ہے تم ایک غریب آدمی کو کاروبار سے منع کرتی ہو؟ پھر بہرحال اسکو اجازت دے دی تجارت کرتا رہا یہاں تک کہ اس نے کچھ کمائی کر لی اور کہتی ہیں کہ میں نے اپنی خادمہ اسکے ہاتھ بیچ دی۔ حضرت زبیرؓ میرے پاس آئے تو اسکی قیمت میری گود میں تھی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے پیسے ہبہ کر دو۔ حضرت اسماءؓ نے کہا کہ یہ رقم جو مجھے آئی ہے یہ تو میں پہلے ہی صدقہ کر چکی ہوں۔ (صحیح مسلم، کتاب السلام، باب جواز ارداف المرأۃ الاجنبیۃ ......، حدیث نمبر 5693)

کام کرنے کیلئے ایک عورت ملی، اس سے ان کا بوجھ ہلکا ہوا لیکن کیونکہ ضرورت تھی اس کو بیچ دیا۔ بیچنے کے بعد جو رقم آئی اس کو اپنے اوپر خرچ نہیں کیا۔ خاوند نے مانگا تو اسکو بھی نہیں دیا۔ انہیں کہا یہ تو مَیں نے صدقہ کر دیا ہے۔ پس اس شخص کی غریب پروری بھی کر دی، خاوند کے گھر کی حفاظت کا جو معیار قائم کرنا تھا وہ بھی قائم رکھا اور مال سے بے رغبتی کا اظہار بھی کر دیا۔ تو یہ نمونے تھے۔

ان لوگوں کی دینی علم بڑھانے کی طرف توجہ اور دین سیکھنے کی طرف توجہ کس طرح تھی۔ حضرت ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ عورتوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپؐ سے ملنے میں مرد ہم پر غالب آ گئے ہیں تو آپؐ ہمارے لیے اپنے ساتھ کوئی دن مقرر فرما دیں چنانچہ آپؐ نے ان کیلئے ایک دن مقرر کیا۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم، باب ھل یجعل للنساء یوم ...... حدیث نمبر 101) جس میں آپؐ ان سے ملاقات کیا کرتے تھے اور ان کو دین سکھایا کرتے تھے۔ یہ بھی ان کو شوق تھا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنی تفسیر میں سورہ نور کی آیت 32 کے حوالے سے ایک جگہ لکھا ہے کہ ’’اسلام ہرگز یہ حکم نہیں دیتا کہ عورتیں گھروں میں بند ہو کر بیٹھ جائیں اور نہ ابتدائے اسلام میں مسلمان عورتیں ایسا کرتی تھیں بلکہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وعظ سننے آتی تھیں۔ جنگوں میں شامل ہوتی تھیں۔ زخمیوں کی مرہم پٹیاں کرتی تھیں۔ سواری کرتی تھیں۔ مردوں سے علوم سیکھتی اور سکھاتی تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تو یہاں تک ثابت ہے کہ آپؓ مردوں کو رسول کریم ﷺ کی حدیثیں سنایا کرتی تھیں ...... غرض ان کو پوری عملی آزادی حاصل تھی۔ صرف اس امر کا ان کو حکم تھا کہ اپنے سر گردن اور منہ کے وہ حصے جو سر اور گردن کے ساتھ وابستہ ہیں ان کو ڈھانپے رکھیں تا کہ وہ راستے جو گناہ پیدا کرتے ہیں بند رہیں اور اگر اس سے زیادہ احتیاط کر سکیں تو نقاب اوڑھ لیں لیکن یہ کہ گھروں میں بند رہیں اور تمام علمی اور تربیتی کاموں سے الگ رہیں یہ نہ اسلام کی تعلیم ہے۔‘‘ اسلام یہ نہیں کہتا کہ گھروں میں بند ہو جاؤ ’’اور نہ اس پر پہلے کبھی عمل ہوا ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ رسول کریم ﷺ کا یہ طریق تھا کہ آپ امن کے زمانہ میں صحابہ کرامؓ سے ہمیشہ دوستانہ مقابلے کروایا کرتے تھے جن میں تیر اندازی اور دوسرے فنون حرب اور قوت و طاقت کے مظاہرے ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اسی قسم کے کھیل آپ نے مسجد میں بھی کرائے اور حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ اگر دیکھنا چاہو تو میرے پیچھے کھڑے ہو کر کندھوں کے اوپر سے دیکھ لو۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں اور انہوں نے تمام جنگی کرتب دیکھے۔‘‘

اب ہم یہ صرف مثال پیش کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کی کہ دیکھو جی بیوی کے جذبات کا خیال رکھا اور اسے دکھایا۔ صرف اتنی سی بات نہیں ہے اس میں اَور گہرائی ہے۔ ’’اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اسلام عورت کو فنون حرب سے واقف رکھنا بھی ضروری قرار دیتا ہے۔‘‘ یہ دکھایا اس لیے بھی گیا تھا کہ ان کو پتہ لگے کہ تلوار کس طرح چلائی جاتی ہے اور جنگی صورت میں کیا کرتب دکھائے جاتے ہیں ’’تا کہ وقت پر وہ اپنی اور اپنے ملک کی حفاظت کر سکیں۔‘‘ یہ ایک ٹریننگ تھی۔ صرف محبت کا یا جذبات کا خیال نہیں تھا۔ ’’اگر اس کا دل تلوار کی چمک سے کانپ جاتا ہے یا بندوق اور توپ کی آواز سن کر اس کا خوں خشک ہو جاتا ہے‘‘ عورت کا دل ’’تو وہ اپنے بچوں کو خوشی سے میدان جنگ میں جانے کی اجازت نہیں دے سکتی‘‘ وہ تو ڈرتی رہے گی ’’اور نہ دلیری سے خود ملک کے دفاع میں حصہ لے سکتی ہے۔‘‘ (تفسیر کبیر، جلد ششم، صفحہ 303)

عورتوں کی بہادری کے بارے میں بھی اسلام کی تاریخ سے واقعات لکھتے ہوئے آپؓ نے بیان کیا کہ عورتوں نے اسلامی جنگوں میں وہ کام کیے ہیں جو بے پردہ یورپین عورتیں آج بھی نہیں کر رہیں۔

’’اسلامی جنگوں میں‘‘ عورتوں نے ’’وہ وہ کام کئے ہیں جو بے پردہ یورپین عورتیں آج بھی نہیں کر رہیں۔‘‘ لوگ کہتے ہیں جی پردہ روک ہے، پردہ کوئی روک نہیں۔ ’’حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں حضرت ضرارؓ جو ایک بہادر صحابی تھے غفلت کی وجہ سے رومیوں کی قید میں آ گئے اور رومی انہیں پکڑ کر کئی میل تک ساتھ لے گئے۔ ان کی بہن خولہؓ کو اس کا پتہ لگا تو وہ اپنے بھائی کی زرہ اور سامانِ جنگ لے کر گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے گئیں اور دشمن سے اپنے بھائی کو چھڑا لانے میں کامیاب ہو گئیں۔ اس وقت رومی سلطنت طاقت و قوت کے لحاظ سے ایسی ہی تھی جیسی آج کل انگریزوں کی حکومت ہے۔‘‘ یہ اس زمانے کی بات ہے جب انڈیا اور برصغیر میں انگریزوں کی حکومت تھی اور دنیا میں اکثر جگہوں پر تھی ’’مگر اس کی فوج ایک صحابی کو قید کر کے لے گئی تو ان کی بہن اکیلی ہی باہر نکلی اور کئی میل تک رومی سپاہیوں کے پیچھے چلی گئی اور پھر بڑی کامیابی سے اپنے بھائی کو ان کی قید سے چھڑا لائی اور مسلمانوں کو اِس بات کا اس وقت پتہ لگا جب وہ اپنے بھائی کو واپس لے آئی۔‘‘

(قرونِ اُولیٰ کی مسلمان خواتین کا نمونہ اپنے سامنے رکھو، انوار العلوم جلد 25 صفحہ 427-428)

حضرت ام عمارہؓ کی بہادری کا تھوڑا ذکر بھی پہلے ہوا تھا اور پھر جنگوں میں بھی انہوں نے بعض دفعہ حصہ لیا تو یہ واقعہ جنگ احد کا ہے۔ حضرت ام عمارہؓ جنگ احد میں شریک ہوئیں، نہایت پامردی سے لڑیں۔ جب تک مسلمان فتح یاب تھے وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں۔ جب پلڑا مسلمانوں کی طرف بھاری تھا، اس طرف مسلمان جیت رہے تھے تو وہ یہ خدمت کر رہی تھیں کہ جنگی فوجیوں کو پانی پلا رہی تھیں لیکن جب شکست ہوئی، بعض لوگوں کی غلطی کی وجہ سے جب فتح شکست میں بدل گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور پھر وہاں سینہ سپر ہو گئیں۔ آنحضرت ﷺ کے پاس آ کے کھڑی ہو گئیں۔ سب سے خطرناک جگہ تو وہی تھی۔ کفار جب آپؐ کی طرف بڑھتے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بیان فرماتے ہیں کہ مَیں نے احد میں ان کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھا ہے۔

ابن قَمِئہ جب تیزی سے آنحضرت ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو حضرت ام عمارہؓ نے بڑھ کر روکا۔ چنانچہ ان کو اس جنگ میں کندھے پر گہرا زخم آیا۔ انہوں نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اس لیے کارگر نہ ہوئی۔ (ماخوذ از السیرۃ النبویہ لابن ہشام زیر ذکر شان عاصم بن ثابت، صفحہ 534) (طبقات الکبریٰ جلد 8 صفحہ 305 دار الکتب العلمیۃ بیروت) اور ام عمارہ زخمی ہو گئیں۔ انکا وار اتنا کارگر نہیں ہوا۔ تو یہ تھا صحابیات کا کچھ ذکر۔ (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 4/اکتوبر 2022)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائزڈ دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab,Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان   لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ   فون نمبر: +91-85579-01648, +91-96465-61639

اللہ تعالیٰ نے زیادتی علم کیلئے سوال کرنے کی اجازت دی ہے جیسا کہ فرمایا فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ

لیکن کج بحثی کی خاطر لغو، بیہودہ اور بے ادبی والے سوال کرنے سے منع فرمایا جیسا کہ فرمایا اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مواقع پر سود کی شناعت بیان فرمائی اور سود کھانیوالے، کھلانیوالے، اسکی دستاویزات تیار کرنیوالے اور اسکی گواہی دینے والے پر لعنت کی

اللہ تعالیٰ نے سؤر کا کھانا بحالت اضطرار جائز رکھا ہے مگر سود کیلئے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے

سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:48)

سوال: کینیڈا سے ایک دوست نے قرآنی آیت وَاِذَا تَوَلّٰی سَعٰی فِی الۡاَرۡضِ لِیُفۡسِدَ فِیۡہَا وَیُہۡلِکَ الۡحَرۡثَ وَالنَّسۡلَ ؕ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الۡفَسَادَ (البقرہ:206) یعنی جب وہ صاحبِ اختیار ہو جائے تو زمین میں دوڑا پھرتا ہے تاکہ اس میں فساد کرے اور فصل اور نسل کو ہلاک کرے جبکہ اللہ فساد کو پسند نہیں کرتا، سے حرث و نسل کی تباہی سے مراد DNA اور RNA میں چھیڑ چھاڑ کرنے کے نتیجہ میں انسانوں میں ہونے والی جسمانی، ذہنی اور ایمانی تبدیلی کی کوشش کے معانی اخذ کر کے اس بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے راہنمائی چاہی۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 24/نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق قرآن کریم قیامت تک کیلئے بنی نوع انسان کی ہدایت اور راہنمائی کیلئے نازل کیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ (سورة الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اسکی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

سائنسی نقطۂ نظر سے آپ نے اس آیت کے جو معانی بیان کیے ہیں، وہ ٹھیک ہیں۔ ان میں کوئی حرج کی بات نہیں۔ DNA میں چھیڑ چھاڑ کے نتیجہ میں انسانی تباہی کے مضمون کو حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض مواقع پر بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ حضور رحمہ اللہ نے اپنی معرکہ آرا تصنیف ''الہام، عقل، علم اور سچائی'' میں بھی جینیاتی انجینئرنگ کے عنوان کے تحت انسانی تخلیق میں اس قسم کی منفی چھیڑ چھاڑ کی کوشش کے بارے میں دنیا کے سائنسدانوں اور حکومتوں کو انتباہ فرمایا ہے۔

اسی طرح حضرت خلیفة المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے اپنے وقتوں میں اس آیت کی جو نہایت بصیرت افروز تفاسیر فرمائی ہوئی ہیں، ان میں بھی اس قسم کی منفی انسانی تدابیر اختیار کرنے کے بارے میں انذار فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''ایسے لوگوں کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب انہیں بادشاہت مل جاتی ہے یعنی وہ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ طاقتوں سے کام لے کر حکومت پر قابض ہو جاتے ہیں تو بجائے اسکے کہ رعایا اور ملک کی خدمت کریں بجائے اسکے کہ لوگوں کے دلوں میں سکینت اور اطمینان پیدا کریں وہ ایسی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دیتے ہیں جن سے قومیں قوموں سے، قبیلے قبیلوں سے اور ایک مذہب کے ماننے والے دوسرے مذہب کے ماننے والوں سے لڑنے جھگڑنے لگ جاتے ہیں اور ملک میں طوائف الملوکی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسی طرح وہ ایسے طریق اختیار کرتے ہیں جن سے ملک کی تمدنی اور اخلاقی حالت تباہ ہو جاتی ہے اور آئندہ نسلیں بیکار ہو جاتی ہیں۔ حرث کے لغوی معنے تو کھیتی کے ہیں مگر یہاں حرث کا لفظ استعارةً وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ جتنے ذرائع ملک کی تمدنی حالت کو بہتر بنانے والے ہوتے ہیں ان ذرائع کو اختیار کرنے کی بجائے وہ ایسے قوانین بناتے ہیں جن سے تمدن تباہ ہو۔ اقتصاد برباد ہو۔ مالی حالت میں ترقی نہ ہو۔ اس طرح وہ نسلِ انسانی کی ترقی پر تبر رکھ دیتے ہیں اور ایسے قوانین بناتے ہیں جن سے آئندہ پیدا ہونے والی نسلیں اپنی طاقتوں کو کھو بیٹھتی ہیں اور ایسی تعلیمات جن کو سیکھ کر وہ ترقی کر سکتی ہیں ان سے محروم ہو جاتی ہیں۔'' (تفسیر کبیر، جلد دوم، صفحہ 453،454)

اسی طرح حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے خطبات جمعہ مورخہ 28/جولائی 1972ء اور 11/اگست 1972ء میں سورة البقرہ کی آیت نمبر 206 کی تشریح میں انسان کو عطا ہونے والی خداداد استعدادوں اور طاقتوں کے غلط اور مفسدانہ استعمال کو نوع انسانی کیلئے مضر قرار دیتے ہوئے اسکے نتیجہ میں حاصل ہونے والی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بنی نوع انسان کو متنبہ فرمایا ہے۔ حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کے یہ دونوں خطبات ''خطبات ناصر'' جلد چہارم میں شائع ہو چکے ہیں۔ آپ وہاں سے ان کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

سوال: امریکہ سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ انسان کو کس حد تک اسلام، قرآن کریم اور جماعت کے بارے میں سوال اٹھانے کی اجازت ہے۔ مزید یہ کہ میں نے اپنے مربی صاحب سے اسلام سے قبل سود کی حرمت کے بارے میں، نیز حج کے موقعہ پر عورتوں اور مردوں کے اکٹھے نماز پڑھنے کے بارے میں سوال کیا لیکن مربی صاحب نے ان سوالوں کا تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ اسی طرح اس دوست نے لجنہ کی حضور انور کے ساتھ ایک ملاقات میں ایک سوال پر حضور انور کے جواب کہ ''مذہب کے معاملہ میں کیوں اور کس لیے کا سوال نہیں ہے۔'' کا بھی ذکر کر کے اس بارے میں حضور انور سے راہنمائی چاہی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26/نومبر 2021ء میں اس سوال کے بارے میں درج ذیل تفصیلی ہدایات فرمائیں۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب: اسلام نے زیادتی علم کیلئے سوال کرنے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ فرمایا: فَسۡـَٔلُوۡۤا اَہۡلَ الذِّکۡرِ اِنۡ کُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ (النحل:44) یعنی اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

لیکن کج بحثی کی خاطر لغو، بیہودہ اور بے ادبی والے سوال کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا: یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَسۡـَٔلُوۡا عَنۡ اَشۡیَآءَ اِنۡ تُبۡدَ لَکُمۡ تَسُؤۡکُمۡ (المائدہ:102) یعنی اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! ایسی چیزوں کے متعلق سوال نہ کیا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو وہ تمہیں تکلیف میں ڈال دیں۔ اسی طرح فرمایا: اَمۡ تُرِیۡدُوۡنَ اَنۡ تَسۡـَٔلُوۡا رَسُوۡلَکُمۡ کَمَا سُئِلَ مُوۡسٰی مِنۡ قَبۡلُ (البقرہ:109) یعنی کیا تم اپنے رسول سے اسی طرح سوال کرنا چاہتے ہو جس طرح (اس سے) پہلے موسیٰ سے سوال کیے گئے تھے۔

چنانچہ صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوال کرنے کے بارے میں بہت زیادہ محتاط تھے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم خود سوال نہ کرتے بلکہ انتظار کرتے تھے کہ کوئی اعرابی آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال پوچھے تاکہ ہم وہ باتیں سن کر اپنا علم بڑھا لیں۔ پھر حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحابہؓ کی اس علمی تشنگی کو اس طرح دور فرما دیتا کہ بعض اوقات حضرت جبرئیل کو انسان کی شکل میں بھیجتا اور وہ حضور سے سوال کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سوالوں کے جواب دیتے۔ جس سے صحابہ اپنی علمی پیاس بجھا لیتے۔ (صحیح بخاری، کتاب تفسیر القرآن، بَاب قَوۡلِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَةِ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سوال کرنے کے بارے میں فرماتے ہیں: ''بہت لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے دل میں ایک شبہ پیدا ہوتا ہے اور وہ اس کو نکالتے نہیں اور پوچھتے نہیں۔ جس سے وہ اندر ہی اندر نشوونما پاتا رہتا ہے اور پھر اپنے شکوک اور شبہات کے انڈے بچے دیدیتا ہے اور روح کو تباہ کر دیتا ہے۔ ایسی کمزوری نفاق تک پہنچا دیتی ہے کہ جب کوئی امر سمجھ میں نہ آوے تو اسے پوچھا نہ جاوے اور خود ہی ایک رائے قائم کر لی جاوے۔ میں اس کو داخل ادب نہیں کرتا کہ انسان اپنی روح کو ہلاک کر لے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر سوال کرنا بھی مناسب نہیں اس سے منع فرمایا گیا ہے۔'' (الحکم، جلد 7، نمبر 13، مورخہ 10/اپریل 1903ء، صفحہ 1)

پس سوال کرنا تو منع نہیں اور اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو ضرور پوچھنی چاہیے لیکن ہر بات میں بحث اور تکرار کیلئے سوال در سوال کی عادت بنا لینا بھی ٹھیک نہیں۔

پھر یہ بات بھی مدنظر رہنی چاہیے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا کلام اور اسکی طرف سے نازل ہونے والی تعلیمات پر مبنی کتاب ہے اور یہ حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کے کلام کی حکمتوں اور اسکی گہرائیوں کو سمجھنا ہر انسان کے بس کی بات نہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں انسانی کوششوں سے روز بروز نئی نئی تحقیقات سامنے آتی رہتی ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ تعلیمات اور اس کے احکامات کے نئے نئے پہلو اور حکمتیں بھی ہر زمانہ میں کھلتی رہتی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَاِنۡ مِّنۡ شَیۡءٍ اِلَّا عِنۡدَنَا خَزَآئِنُہٗ ۫ وَمَا نُنَزِّلُہٗۤ اِلَّا بِقَدَرٍ مَّعۡلُوۡمٍ (الحجر:22) یعنی ہمارے پاس ہر چیز کے (غیر محدود) خزانے ہیں۔ لیکن ہم اسے (ہر زمانہ میں اسکی ضرورت کے مطابق) ایک معین اندازہ کے مطابق نازل کرتے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ بات بھی سمجھا دی کہ قرآن کریم چونکہ ایک دائمی کلام ہے اور اس میں قیامت

تک کیلئے انسانوں کی فلاح، ہدایت اور راہنمائی کیلئے تعلیمات موجود ہیں، جن کا ہر زمانہ میں حسب ضرورت استخراج ہوتا رہے گا۔ اس لیے ضروری نہیں کہ ایک وقت میں اسکی ساری باتیں کسی انسان کو سمجھ آجائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک کامل کتاب ہے جو نوع انسانی کو دی گئی ہے اور ہمیشہ کیلئے ان کی راہنمائی کرے گی۔ کبھی ایسا نہیں ہوگا کہ انہیں قرآن کے علاوہ کسی اور ہدایت اور راہنمائی کی ضرورت پیش آئے۔ قرآن کریم نے آئندہ کی خبریں دی ہیں اور ہر صدی کے متعلق قرآن کریم میں پیشگوئیاں پائی جاتی ہیں جو اپنے وقتوں پر ظاہر ہوتی ہیں...... اس کامل کتاب کے نزول پر اب قریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ اسکا ماضی بھی عملاً یہ بتاتا ہے کہ مستقبل میں بھی خدا تعالیٰ اسکے ذریعہ سے انسان کے ساتھ یہی سلوک کرے گا کہ نئی سے نئی باتیں قرآن کریم کی پیشگوئیوں کے مطابق ظہور میں آئیں گی اور پیشگوئیاں پوری ہوں گی، جب نئے مسائل پیدا ہوں گے قرآن کریم کی نئی تفسیر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کو سکھائے گا، اپنے مقربین اور اپنے محبوب بندوں کو اور پھر وہ ان مسائل کو حل کریں گے۔‘‘ (خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 1977ء، خطبات ناصر، جلد ہفتم، صفحہ 113) قرآن کریم ایک اور مقام پر اس بارے میں اس طرح ہماری راہنمائی فرماتا ہے: هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ يَقُوْلُوْنَ اٰمَنَّا بِهٖ ۙ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا ۚ وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ (آل عمران: 8) یعنی وہی ہے جس نے تجھ پر کتاب اتاری اُسی میں سے محکم آیات بھی ہیں، وہ کتاب کی ماں ہیں۔ اور کچھ دوسری متشابہ (آیات) ہیں۔ پس وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے وہ فتنہ چاہتے ہوئے اور اس کی تاویل کی خاطر اُس میں سے اس کی پیروی کرتے ہیں جو باہم مشابہ ہے حالانکہ اللہ کے سوا اور اُن کے سوا جو علم میں پختہ ہیں کوئی اُس کی تاویل نہیں جانتا۔ وہ کہتے ہیں ہم اس پر ایمان لے آئے، سب ہمارے ربّ کی طرف سے ہے۔ اور عقلمندوں کے سوا کوئی نصیحت نہیں پکڑتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ’’میرے نزدیک ہر شخص کیلئے کوئی حصہ کسی متکلم کے کلام کا محکم ہوتا ہے یعنی جو خوب طور سے سمجھ آجاتا ہے اور کوئی حصہ ایسا ہوتا ہے کہ اسکے معنے سمجھنے میں دقتیں پیش آتی ہیں اور بوجہ اسکے مجمل رکھنے کے کئی معنے ہو سکتے ہیں۔ ہر شخص پر یہ حالت گزرتی ہے۔ اللہ نے اسکے متعلق یہ راہ دکھائی ہے کہ جو آیات ایسی ہیں کہ جن کی خوب سمجھ آجائے اور تجربہ وعقل و مشاہدہ اسکے خلاف نہ ہو وہ تو محکم سمجھ لو۔ پھر وہ آیات جن کے معنے سمجھ میں نہیں آئے ان کے معنے ایسے نہ کرے جو ان محکم آیات کے خلاف ہوں...... خلاصہ یہ ہے کہ بعض آیات خوب سمجھ میں آجاتی ہیں اور بعض کے معنے جلد نہیں کھلتے۔ اس کیلئے ایک گر بتایا ہے...... فرماتا ہے جن کو یہ خواہش ہے کہ وہ راسخ فی العلم ہو جاویں وہ محکموں کو معاً مان لیتے اور متشابہ کا انکار نہیں کرتے بلکہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کہتے ہیں۔ یعنی دونوں پروردگار کی طرف سے مانتے ہیں۔ پس وہ متشابہ کے ایسے معنی نہیں کرتے جو محکم کے خلاف ہوں بلکہ ہر جگہ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا کا اصول پیش نظر رکھتے ہیں۔ کوئی آیت ہو اسکے خواہ کتنے معنے ہوں مگر ایسے معنے نہ کرنے چاہئیں جو محکم کے خلاف ہوں۔ دوسرا طریق دعا کا ہے وہ یوں بتایا کہ رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا یعنی اے ہمارے رب ہمیں کجی سے بچالے۔ یعنی قرآن کے معنے اپنی خواہشوں کے مطابق نہ کریں۔‘‘

(حقائق الفرقان، جلد اوّل، صفحہ 447،448)

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’قرآن عظیم میں مُتَشٰبِهٰتٌ بھی ہیں جو تاویل کی محتاج ہیں۔ ان مُتَشٰبِهٰتٌ کی بہت سی باتیں بعض استعارات کے پردہ میں محجوب ہیں اور اپنے اپنے وقت پر آ کر کھلتی ہیں اور جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا یہ قرآن کریم کی عظمت ہے، بہت بڑی عظمت کہ وہ ایک ایسا کلام ہے جس نے قیامت تک کیلئے انسان کی بہتری کے سامان کر دیئے۔ ہر صدی کا، ہر زمانہ کا، ہر علاقہ کا، ہر ملک کا انسان قرآن کریم کا محتاج اور اسکی احتیاج سے وہ کبھی بھی آزاد نہیں ہو سکتا۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم جولائی 1977ء، خطبات ناصر، جلد ہفتم، صفحہ 114،115)

پس مذکورہ بالا ارشادات سے ہمیں یہ راہنمائی ملتی ہے کہ دینی معاملات میں سے اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے اور کسی دوسرے کے جواب سے بھی تسلی نہ ملے تو ایسی صورت میں ایک تو قرآن و حدیث کی محکم صداقتوں پر خود غور و تدبر کر کے ان مسائل کا حل تلاش کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور دوسرا اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا کرتے ہوئے اور اسکے آگے جھکتے ہوئے ان مسائل کے بارے میں اسی سے راہنمائی طلب کرنی چاہیے۔

باقی جہاں تک آپ کے سوالات کا تعلق ہے تو لجنہ اماء اللہ جرمنی کے ساتھ ملاقات میں جو میں نے سیکرٹری صاحبہ ناصرات کو ناصرات کی تربیت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ کہا تھا کہ ’’مذہب کے معاملہ میں کیوں اور کس لیے کا سوال نہیں ہے۔ ایمان بالغیب بچپن میں ہی ان کے ذہنوں میں ڈالنا چاہیے۔‘‘ اس کا بھی یہی مطلب تھا کہ مذہب کے معاملہ میں بعض امور بڑے واضح ہوتے ہیں جو آسانی سے سمجھ آجاتے ہیں لیکن بعض امور کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لامحدود علم کی بناء پر ایمان بالغیب کے پردہ میں رکھا ہے، جن کی حقیقت کو سمجھنا یا ان کا احاطہ کرنا انسان کے بہت ہی محدود علم کے بس کی بات نہیں۔ لہٰذا مذہبی احکامات کے معاملہ میں جس طرح ہم آسانی سے سمجھ آجانے والے احکامات کی پابندی کرتے اور ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بناتے ہیں، اسی طرح ہمارا یہ بھی فرض ہے کہ ان احکامات کی بھی اسی طرح اطاعت کریں جن کا ایمان بالغیب کے ساتھ تعلق ہے اور ان کے بارے میں بلا وجہ اپنے ذہنوں میں شکوک وشبہات کو جگہ نہ دیں۔

اسلام سے قبل سود کی حرمت نیز حج کے موقع پر مردوں اور عورتوں کا اکٹھے نماز وغیرہ پڑھنے کے بارے میں آپ کے سوالات کا جواب یہ ہے کہ یہ بات درست ہے کہ اسلام سے پہلے یہود میں بھی سود کی ممانعت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ہم نے یہود کے سود لینے کی وجہ سے جس سے انہیں روکا گیا تھا، ان پر وہ پاکیزہ چیزیں بھی حرام کر دیں جو اس سے پہلے ان کیلئے حلال کی گئی تھیں۔ (النساء:162)

عہد نامہ قدیم کی بہت سی کتابوں میں بھی سود کی ممانعت بیان ہوئی ہے۔ لیکن استثناء میں غیر اسرائیلی اور پردیسیوں سے سود لینے کی اجازت بھی دی گئی ہے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ’’تم اپنے بھائی سے سود وصول نہ کرنا خواہ وہ روپوں پر، اناج پر یا کسی ایسی شے پر ہو جس پر سود لیا جاتا ہو۔ تم چاہو تو پردیسیوں سے سود وصول کرنا لیکن کسی اسرائیلی بھائی سے نہیں۔‘‘

(استثناء 23/20-21)

قرآن کریم کے بیان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہود پر بھی سود کو حرام قرار دیا تھا لیکن انہوں نے بعد میں جس طرح خدا تعالیٰ کے دیگر احکامات میں اپنی مرضی سے تحریف کی اس حکم میں بھی تحریف کرتے ہوئے غیر یہود سے سود لینے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ جس کی وجہ سے وہ عذاب الٰہی کے مورد ہوئے۔

اسکے مقابل پر اسلام میں جس طرح دیگر برائیوں کی بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ممانعت فرمائی گئی ہے، سود کے بارے میں بھی قرآن کریم نے کھول کھول کر اس کی حرمت بیان فرمائی اور سودی لین دین کی قباحتوں کو ہر پہلو سے بیان کرتے ہوئے اسے اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ جنگ قرار دیا اور مسلمانوں کو اس سے کلیۃً اجتناب کرنے کی ہدایت فرمائی۔ پھر آنحضور ﷺ نے بھی مختلف مواقع پر سود کی شناعت بیان فرمائی اور سود کھانے والے، کھلانے والے، اس کی دستاویزات تیار کرنے والے اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت کی۔ (صحیح مسلم، کتاب المساقاۃ، بَاب لَعْنِ آكِلِ الرِّبَا وَمُؤْكِلِهِ) نیز اپنے معرکۃ آراء خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر سود کی حرمت بیان کرتے ہوئے پرانے تمام سودی لین دین کے خاتمہ کا اعلان فرمایا۔ (سنن ابی داود، کتاب البیوع، بَاب فِي وَضْعِ الرِّبَا) اسی طرح آپ ﷺ کے غلام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی سودی لین دین کے گناہ کی سنگینی بیان کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سؤر کا کھانا بحالت اضطرار جائز رکھا ہے مگر سود کیلئے نہیں فرمایا کہ بحالت اضطرار جائز ہے۔

(اخبار بدر قادیان نمبر 5، جلد 7، مورخہ 6/ فروری 1908ء صفحہ 6)

خانہ کعبہ میں عورتوں اور مردوں کی نماز کیلئے الگ الگ جگہ مقرر ہوتی ہے۔ اوائل اسلام میں حضور ﷺ کے عہد مبارک میں بھی عورتیں مردوں سے الگ اس طرح نماز پڑھتی تھیں کہ ان کی صفیں مسجد میں سب سے آخر پر ہوتی تھیں، ان کے آگے بچوں کی صف ہوتی اور پھر بچوں کے آگے مردوں کی صفیں ہوتی تھیں۔

اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کے وقت بھی اگرچہ مرد وخواتین طواف اکٹھا ہی کرتے تھے۔ لیکن عورتیں مردوں سے الگ رہتی تھیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ جب ابن ہشام (گورنر مکہ) نے عورتوں کو مردوں کے ساتھ طواف کرنے سے منع کیا تو عطاء بن ابی رباح نے اس سے کہا کہ تم انہیں کیسے روک سکتے ہو جب کہ نبی کریم ﷺ کی ازواج نے مردوں کے ساتھ طواف کیا۔ (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے (عطاء سے) پوچھا، یہ بات پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد کی ہے یا پہلے کی؟ اس پر انہوں نے کہا کہ ہاں مجھے اپنے عقیدہ کی قسم، میں نے پردہ کی آیت نازل ہونے کے بعد ان کو اس طرح طواف کرتے دیکھا ہے۔ (ابن جریج کہتے ہیں) میں نے کہا عورتیں مردوں سے کیسے مل جل جاتی تھیں؟ انہوں نے کہا عورتیں ملتی جلتی نہ تھیں۔ حضرت عائشہؓ لوگوں سے ایک طرف جدا طواف کرتیں، ان سے ملا جلا نہیں کرتی تھیں۔ ایک عورت نے ان سے کہا، ام المومنین چلیں حجر اسود کو بوسہ دیں۔ انہوں نے کہا تم جاؤ اور انکار کر دیا۔ عورتیں رات کو اس طرح باہر نکلتیں کہ پہچانی نہ جاتیں اور مردوں کے ساتھ طواف کرتیں۔ البتہ جب بیت اللہ میں داخل ہونے لگتیں تو باہر ٹھہر جاتیں اور مردوں کو باہر کر دیا جاتا تو وہ اندر جاتیں۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، بَاب طَوَافِ النِّسَاءِ مَعَ الرِّجَالِ)

علاوہ ازیں ابتداء میں شریعت نے حج اور عمرہ وغیرہ میں عورت کے ساتھ اسکے محرم کے ہونے کی جو شرط رکھی تھی، اس میں ایک حکمت یہ بھی نظر آتی ہے کہ حج اور عمرہ کے موقعہ پر جبکہ لوگوں کا بہت زیادہ ہجوم ہوتا ہے تو اس ہجوم میں عورت کا محرم اس کا ہاتھ وغیرہ پکڑ کر اسے دوسرے لوگوں سے اپنی پناہ میں رکھ سکتا ہے۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 3 فروری 2023)

......☆......☆......☆......

رسول کریم ﷺ نے فرمایا اے لوگو! ابوبکرؓ کو فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو اسکے دل میں ہے

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت بدری صحابی اور پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوصافِ حمیدہ کا ایمان افروز تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 16 / ستمبر 2022 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال ذِمیوں کے حقوق کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ذمی وہ لوگ تھے جو اسلامی حکومت کی اطاعت قبول کر کے اپنے مذہب پر قائم رہے اور اسلامی حکومت نے ان کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے برعکس فوجی خدمت سے بری تھے اور زکوٰۃ بھی ان پر عائد نہیں ہوتی تھی۔ اس لیے انکے جان و مال اور دوسرے انسانی حقوق کی حفاظت کے بدلے ان سے ایک معمولی ٹیکس وصول کیا جاتا تھا جسے عرف عام میں جزیہ کہتے ہیں۔ اسکی مقدار صرف چار درہم فی کس سالانہ تھی اور یہ صرف بالغ، تندرست اور قابلِ کار افراد سے وصول کیا جاتا تھا۔ بوڑھے، اپاہج، نادار، محتاج اور بچے اس سے بری تھے بلکہ معذوروں، محتاجوں کو اسلامی بیت المال سے مدد دی جاتی تھی۔ عراق اور شام کی فتوحات کے دوران میں متعدد قبائل اور آبادیاں جزیہ کی بنیاد پر اسلامی رعایا بن گئے۔ ان سے جو معاہدے ہوئے ان میں اس قسم کی شقیں بھی رکھی گئیں کہ ان کی خانقاہیں اور گرجے منہدم نہیں کیے جائیں گے اور نہ انکا کوئی ایسا قلعہ گرایا جائے گا جس میں وہ ضرورت کے وقت دشمنوں کے مقابلے میں قلعہ بند ہوتے ہوں۔ ناقوس بجانے کی ممانعت نہ ہوگی اور نہ تہوار کے موقع پر صلیب نکالنے سے روکے جائیں گے۔ یعنی وہ صلیب کا جلوس بھی نکال سکتے ہیں۔

سوال جنگ یمامہ میں جب بڑی تعداد میں حفاظ کرام شہید ہوئے تو حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر کو کیا مشورہ دیا؟

جواب حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکرؓ سے کہا کہ یمامہ کی جنگ میں قرآنِ کریم کے بہت سے حفاظ شہید ہو گئے ہیں اور میں ڈرتا ہوں کہ مختلف جنگوں میں بہت سے قاری یا حفاظِ قرآن شہید ہو جائیں گے جس کے نتیجہ میں قرآن کا بہت سا حصہ ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے حضرت عمرؓ نے کہا کہ میری رائے میں آپؓ جمعِ قرآن کا حکم دیں۔

سوال حضرت ابوبکر نے حضرت زیدؓ کو قرآن جمع کرنے کی بابت کیا فرمایا؟

جواب حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا اے زید! یقیناً تُو ایک جوان اور عقلمند آدمی ہے اور ہم تجھے کسی الزام یا عیب سے پاک سمجھتے ہیں۔ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے وحی بھی لکھا کرتے تھے۔ پس اب تم قرآن شریف کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر اسے جمع کرو آپؓ نے فرمایا بخدا! یہ کام سراسر خیر ہے۔

سوال رسولِ کریم ﷺ کے زمانہ میں پورا قرآن نہ لکھا گیا تھا اس اعتراض کا جواب حضرت مصلح موعودؓ نے کیا دیا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یقیناً سارا قرآن لکھا گیا“ تھا۔ یہ جو کہتے ہیں نہیں لکھا گیا یہ غلط ہے۔ لکھا گیا تھا۔ ”جیسا کہ حضرت عثمانؓ کی روایت ہے کہ جب کوئی حصہ نازل ہوتا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے والوں کو بلاتے اور فرماتے اسے فلاں جگہ داخل کرو۔ جب یہ تاریخی ثبوت موجود ہے تو پھر یہ کہنا کہ قرآن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت پورا نہ لکھا گیا تھا بے وقوفی ہے۔ رہا یہ سوال کہ پھر حضرت ابوبکرؓ کے زمانہ میں کیوں لکھا گیا اس کا جواب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قرآن اس طرح ایک جلد میں نہ تھا جس طرح اب ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس بارے میں حضرت ابوبکرؓ سے جو الفاظ کہے وہ یہ تھے کہ اِنِّیْ اَرٰی اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ۔ مَیں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کا حکم دیں۔ یہ نہیں کہا کہ آپ اس کی کتابت کرالیں۔ پھر حضرت ابوبکرؓ نے زیدؓ کو بلا کر کہا کہ قرآن جمع کرو چنانچہ فرمایا اِجْمَعْهُ۔ اسے ایک جگہ جمع کردو یہ نہیں کہا کہ اسے لکھ لو۔ غرض الفاظ خود بتا رہے ہیں کہ اس وقت قرآن کے اوراق کو ایک جلد میں اکٹھا کرنے کا سوال تھا لکھنے کا سوال نہ تھا۔“

سوال حضرت ابوبکر کے خشیتِ الٰہی اور زہد وتقویٰ کے بارے حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت نبی کریم ﷺ نے حضرت ربیعہ بن جعفرؓ اور حضرت ابوبکرؓ کو کچھ زمین عطا فرمائی۔ دونوں میں ایک درخت کیلئے اختلاف ہو گیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے بحث کے دوران کوئی سخت بات کہہ دی لیکن بعد میں اس پر نادم ہوئے اور کہا ربیعہ تم بھی مجھے کوئی ایسی سخت بات کہہ دو تا کہ وہ اس کا قصاص ہو جائے۔ جس طرح میں نے سختی سے بات کی تم بھی مجھے بات کہہ دو لیکن حضرت ربیعہؓ نے انکار کر دیا۔ وہ دونوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سارا واقعہ بیان کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ربیعہ تم سخت جواب نہ دو لیکن یہ دعا دو غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ يَا اَبَابَكْرٍ اے ابوبکر! اللہ تم سے درگذر فرمائے۔ اس پر انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ بات جب سنی تو اس کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ زار و قطار روتے ہوئے واپس لوٹے۔

سوال حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ النبا کی آیت 41 وَيَقُوْلُ الْكَافِرُ يَالَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرَابًا کی کیا تفسیر بیان فرمائی؟

جواب حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مسلمان فرقے صحابہؓ کے بغض میں اس قدر بڑھ گئے ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ موت کے وقت یہی فقرہ کہتے تھے پس ان کا کفر ثابت ہے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے کیا فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو انہوں نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا اے میری بیٹی! تُو جانتی ہے کہ لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب اور عزیز مجھے تم ہو اور میں نے اپنی فلاں جگہ کی زمین تمہیں ہبہ کی تھی۔ اگر تم نے اس پر قبضہ کیا ہوتا اور اس کے نفع سے استفادہ کیا ہوتا تو وہ یقیناً تمہاری ملکیت میں تھی لیکن اب وہ میرے تمام وارثوں کی ملکیت ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ تم وہ واپس لوٹا دو۔ وہ ہبہ واپس لوٹا دو کیونکہ اس پہ تم نے قبضہ نہیں کیا اور میری زندگی میں وہ زمین میرے استعمال میں ہی رہی تا کہ وہ میری ساری اولاد میں اللہ کی کتاب کے مطابق تقسیم ہو جائے اور میں اپنے رب سے اس حالت میں ملوں کہ میں نے اپنی اولاد میں سے کسی کو دوسرے پر فضیلت نہیں دی ہوگی۔

سوال آنحضرت ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے درجہ کے بارے میں کیا فرمایا؟

جواب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت فرمایا کہ اگر کوئی چاہے کہ مُردہ میت کو زمین پر چلتا ہوا دیکھے تو وہ ابوبکرؓ کو دیکھے اور ابوبکرؓ کا درجہ اس کے ظاہری اعمال سے ہی نہیں بلکہ اس بات سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔

سوال حضرت ابوبکرؓ کی عاجزی وانکساری کا کیا عالم تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جب خلافت کی ردا آپ کو اللہ تعالیٰ نے پہنائی تو اس وقت کا ذکر ہے کہ اگلے دن حضرت ابوبکرؓ جو کپڑے کی تجارت کرتے تھے خلیفہ منتخب ہونے کے بعد حسب معمول کندھے پر کپڑوں کے تھان رکھ کر بازار کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں حضرت عمرؓ اور حضرت ابوعبیدہؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کہا اے خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا بازار۔ انہوں نے کہا آپؓ مسلمانوں کے حاکم ہیں چلیے ہم آپؓ کیلئے کچھ وظیفہ مقرر کر دیں۔ آپؓ واپس چلیں، وظیفہ مقرر کر دیں گے۔ تجارت کی کوئی ضرورت نہیں۔

سوال رسول کریم ﷺ نے جب لوگوں کی بات سنی کہ وہ کہتے ہیں کہ جو نیکی ہم کرتے ہیں وہی حضرت ابوبکرؓ بھی کرتے ہیں تو ان کو ہم پر کیوں فضیلت ہے اس پر رسول کریم ﷺ نے کیا فرمایا؟

جواب حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ ”رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دفعہ مسجد میں بعض لوگوں کی آواز سنی کہ ابوبکرؓ کو ہم پر کون سی زیادہ فضیلت حاصل ہے۔ جیسے نیکی کے کام وہ کرتے ہیں اسی طرح نیکی کے کام ہم کرتے ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ سنا تو فرمایا اے لوگو! ابوبکرؓ کو فضیلت نماز اور روزوں کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نیکی کی وجہ سے ہے جو اس کے دل میں ہے۔“

......☆......☆......

ہر جلسہ جو جماعت احمدیہ کسی بھی ملک میں منعقد کرتی ہے اس کی کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی خواہش اور فکر اور متضرعانہ اور درد بھری دعاؤں کا ثمرہ ہے

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 2 ستمبر 2005 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان جلسوں کو کروانے کا کیا مقصد تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ان جلسوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقصد اپنی قائم کردہ جماعت میں ایک پاک تبدیلی پیدا کرنا تھا۔ ہر احمدی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے والا بنانا تھا۔ ہر احمدی کو خدا تعالیٰ کا حقیقی عبد بنانا تھا۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دور میں ایک سال جلسہ کیوں نہیں ہوا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک سال آپؑ کو یہ احساس پیدا ہوا کہ جلسے کا جو مقصد ہے وہ پورا نہیں ہوا، جو لوگ شامل ہوئے ہیں ان میں سے اکثریت یا بعض ایسے تھے جو اس جلسے کو بھی دنیاوی میلہ سمجھ رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وجہ سے ایک سال جلسہ منعقد نہیں فرمایا۔

سوال جلسہ کی کامیابی کے پیچھے کس کی دعائیں رنگ لا رہی ہوتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ہر جلسہ جو جماعت احمدیہ کسی بھی ملک میں منعقد کرتی ہے اس کی کامیابی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اپنے ماننے والوں کے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرنے کی خواہش اور فکر اور متضرعانہ اور درد بھری دعاؤں کا ثمرہ ہے جو آج ہم ہر جگہ دیکھ رہے ہیں اور یہ ثمر کھا رہے ہیں، یہ پھل کھا رہے ہیں۔

سوال حضور انور نے ایک نومبائع خاتون کی جلسہ میں شرکت کے متعلق کون سا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک خاتون نے آٹھ دس سال پہلے جب بیعت کی تو جلسے پر تشریف لائیں اور جس پرانی احمدی خاتون کے ساتھ آئی تھیں ان کا پروگرام یہ تھا کہ اپنے کسی عزیز کے ہاں رات کو رہنا ہے۔ تو اسوقت یہ نئی بیعت کرنے والی بڑی پریشان تھیں کہ میرا تو یہاں کوئی واقف نہیں۔ یہی میری ایک واقف تھی اب یہ بھی یہاں سے جا رہی ہے۔ وہ سوچ رہی تھیں کہ اکیلی مَیں کیا کروں

گی۔کسی کو مَیں جانتی نہیں۔یہ نئی احمدی خاتون جلسہ گاہ کے انتظام کے تحت وہیں جلسہ گاہ میں ہی رہیں۔وہ کہتی ہیں مَیں پریشانی میں دعائیں کرتی رہی۔اتنے میں ایسی کیفیت میں آنکھ لگ گئی۔خواب میں نظارہ دیکھا کہ آسمان سے ایک روشنی پھوٹی ہے جو دائرے کی شکل اختیار کر گئی ہے اور اس میں سے کچھ اوراق، کچھ صفحے، کچھ کاغذ نیچے آئے ہیں جن پہ عربی عبارت تھی، ان کو یاد تو نہیں کہ وہ عبارت کیا تھی، لیکن ان کا خیال ہے کہ قرآن کریم کے ہی کچھ احکامات تھے، نصائح تھیں اور دعائیں تھیں۔ان کے مطابق وہ نظارہ ان کے لئے اتنی تسکین کا باعث تھا کہ سارا خوف، فکر سب کچھ دور ہو گیا۔یہ احساس ہی ختم ہو گیا کہ نئی جگہ ہے، نئے لوگ ہیں۔تو اگلے دن صبح جب وہ احمدی خاتون آئیں جن کے ساتھ یہ آئی تھیں تو انہوں نے جو چلی گئی تھیں ان کو بتایا کہ مَیں تو اپنے فلاں عزیز کے گھر چلی گئی تھی، رات میری بڑے آرام سے گزری ہے، پتہ نہیں تمہاری رات یہاں کس طرح گزری۔تو اس نومبائع نے کہا کہ جو نظارے مَیں نے دیکھے ہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے فضلوں سے نوازا ہے اور میری تسکین کے سامان پیدا فرمائے ہیں وہ بھلا تمہیں کہاں حاصل ہوئے۔

سوال جلسے سے ہم کس طرح فیض حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: جلسے میں سنی اور سیکھی ہوئی باتوں کو اپنے دلوں میں بٹھانا ہے اور اس کا اثر اگلے جلسے تک قائم رکھنے کی کوشش کرنی ہے اور پھر اگلے سال ایک نئی روح، ایک نئے جوش، ایک نئے جذبے کے ساتھ پھر چارج (Charge) ہو کر آئندہ کے لئے پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں۔ورنہ آپ جلسے کے فیض سے حصہ پانے والے نہیں ہوں گے۔

سوال کس چیز کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے سے ہم حضرت مسیح موعودؑ کی دعاؤں کے وارث بنیں گے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: تقویٰ کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنائیں تو پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے مستقل وارث بنتے چلے جائیں گے۔

سوال آنحضرت ﷺ دین کو ثابت قدم رکھنے کیلئے کیا دعا پڑھا کرتے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: ایک روایت میں آتا ہے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِیْ عَلٰی دِیْنِكَ کہ اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثابت قدم رکھ۔

سوال حضور انور نے کون سی دو باتیں بیان فرمائی جو دلوں کو ٹیڑھا کرنے کا باعث بنتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض معمولی باتیں ہوتی ہیں جو دلوں کو ٹیڑھا کرنے کا باعث بن جاتی ہیں اور عموماً یہی چیزیں ہوتی ہیں۔مثلاً دو باتیں ہیں ایک شدید محبت اور ایک شدید غصہ جس میں انتہاء پائی جاتی ہو۔تو اصل میں جو شدید محبت ہے وہی شدید غصے کی وجہ بنتی ہے۔جب غصہ آتا ہے تو وہ یا تو نفس کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے یا اپنے کسی قریبی عزیز کی محبت غالب ہونے کی وجہ سے آتا ہے۔بعض دفعہ میاں بیوی کی جو گھریلو لڑائیاں یا خاندانی لڑائیاں یا کاروباری لڑائیاں ہوتی ہیں ان میں انسان مغلوب الغضب ہو کر ہوش وحواس کھو بیٹھتا ہے۔تو جب یہ مغلوب الغضب ہوتا ہے تو اس وقت اپنے نفس سے ہی پیار کر رہا ہوتا ہے۔اس کو اپنے نفس کے علاوہ کوئی چیز نظر نہیں آ رہی ہوتی اور اس کو پتہ نہیں لگ رہا ہوتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔بالکل ہوش وحواس غائب ہوتے ہیں۔

سوال حضور انور نے ان خواتین کی بابت کیا بیان فرمایا جو اپنے تعارف صحابہ کے حوالے سے کرواتی ہیں؟

جواب حضور انور نے فرمایا: بعض خواتین اپنے تعارف تو صحابہ کے حوالے سے کروا رہی ہوتی ہیں لیکن لباس اور پردے کی حالت اور فیشن سے لگتا ہے کہ دین پر دنیا غالب آ رہی ہے۔

سوال نیک عمل کی اہمیت حضور انور نے کس حدیث کے حوالہ سے بیان فرمائی۔

جواب حضور انور نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ کو فرمایا تھا کہ تمہیں میری بیٹی ہونا کوئی فائدہ نہیں دے گا جب تک تمہارے اپنے عمل نیک نہیں ہونگے۔

سوال جلسہ کی تقاریر کا محور کیا ہوتا ہے؟

جواب حضور انور نے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا کہ: جلسہ پر آپ نے مختلف عنوانات کے تحت تقریریں سنتے ہیں ان سب کا محور ایک ہی تھا کہ تقویٰ اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنا۔

سوال ہر احمدی کو جماعت کے فیصلوں پر کس طرح عمل کرنا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: کبھی کبھار نظام جماعت سے بھی فیصلے میں غلطی ہو سکتی ہے، قضا سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔لیکن ہمیشہ ٹھنڈے دل سے ان فیصلوں کو تسلیم کرنا چاہئے۔اگر کوئی اپیل کا حق ہے تو ٹھیک، نہیں تو جو فیصلہ ہوا ہے اس کو ماننا چاہئے۔

سوال اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے کس چیز سے اپنے آپ کو بچانا چاہئے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کے لئے اپنے دلوں کو ٹیڑھا ہونے سے بچانا نہایت ضروری ہے۔

سوال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1903ء کو جلسہ کی بابت کیا الہام ہوا تھا؟

جواب حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو 1903ء میں الہام جلسہ کی بابت الہام ہوا تھا کہ دُعَاءُكَ مُسْتَجَابٌ تیری دعا مقبول ہوئی۔

......☆......☆......☆......

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز

Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز

'الیس اللہ بکافٍ عبدہ' کی دیدہ زیب انگوٹھیاں

اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

اعلان نکاح :: فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 11/مارچ 2023ء بعد نماز ظہر وعصر بمقام مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) درج ذیل 8 نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

۞ عزیزہ ریان عابدین آغا بنت مکرم عبد القادر عابدین آغا صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم مشہود احمد (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم محمود احمد طارق صاحب

۞ عزیزہ ماہدہ شکیل بنت مکرم سجاد احمد شکیل صاحب (کینیڈا) ہمراہ عزیزم مبین احمد ڈوگر (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم محمود احمد صاحب

۞ عزیزہ پاکیزہ بشارت بنت مکرم بشارت نور اللہ صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم طلحہ احمد (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم نعیم احمد صاحب

۞ عزیزہ وردہ ثناء بنت مکرم ثناء اللہ صاحب مرحوم (جرمنی) ہمراہ عزیزم سفیان احمد چیمہ (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم ذوالفقار علی چیمہ صاحب

۞ عزیزہ بارعہ رحمان (واقفہ نو) بنت مکرم چوہدری اعجاز الرحمان صاحب (صدر مجلس انصار اللہ یو.کے) ہمراہ عزیزم صفوان اکبر (واقف نو) ابن مکرم محمد رضوان اکبر صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ ماریہ کوکب وسیم بنت مکرم کلیم احمد وسیم صاحب مرحوم (یو.کے) ہمراہ عزیزم زبیر احمد (واقفِ زندگی، ریویو آف ریلیجنز لندن) ابن مکرم طاہر احمد صاحب

۞ عزیزہ ہانیہ جاوید (واقفہ نو) بنت مکرم عبد الغفور جاوید صاحب (یو.کے) ہمراہ عزیزم مرزا ارسلان بیگ ابن مکرم مرزا مبارک بیگ صاحب (یو.کے)

۞ عزیزہ ماہم خان بنت مکرم عدنان خان صاحب (جرمنی) ہمراہ عزیزم مباہل محمد ابن مکرم داؤد محمد صاحب (یو.کے) ☆☆☆

رحمت ہے، مغفرت ہے اور آگ سے رہائی

محمد ابراہیم سرور قادیان

اے مومنو ! مبارک !! ماہِ صیام آیا
رحمت خدا کی ، ہم پہ کرنے تمام آیا

اللہ نے جو تحفہ رمضان کا دیا ہے — اس ماہ کو ہمارا ، مہمان جو کیا ہے
ہے شکر اس کا، اُس نے احسان جو کیا ہے — وصلِ خدا کا رستہ آسان جو کیا ہے
ہم سب کو پھر دُعا کے دینے سہام آیا
اے مومنو! مبارک !! ماہِ صیام آیا

روزہ دار کو ہیں دو خوشیاں ملنے والی — وہ مرتبہ ملے گا ، جو کہ ہے سب سے عالی
دستِ طلب کبھی بھی رہتے نہیں ہیں خالی — توفیق جس نے اس میں، خالِص دُعا کی پالی
اللہ کے نبیؐ کا، اُن پر سلام آیا
اے مومنو! مبارک !! ماہِ صیام آیا

رب کا ہے شکر اُس نے ، ہم کو بنایا انساں — اس پر مزید یہ کہ ہم کو دیا ہے قرآں
ہے ضابطہ ہدایت ، جو رہ دکھائے ہر آں — جو اسکو پڑھنے والے، ہے زیست اُنکی آساں
یہ ماہ ہے کہ جس میں، رب کا کلام آیا
اے مومنو! مبارک !! ماہِ صیام آیا

رحمت ہے، مغفرت ہے اور آگ سے رہائی — توفیق جس نے اس میں، اعمالِ نیک پائی
اور مدّعا ہے جس کا ، بس خیر کی کمائی — رمضان ہے سکھاتا ، مخلوق کی بھلائی
ہمدردیٔ خلائق کا بھی پیام آیا
اے مومنو! مبارک !! ماہِ صیام آیا

ہے قدر والی اس میں، اِک رات میرے یارو! — عظمت سِوا ہے اسکی اَلفِ شَھر سے پیارو!
سو تم کبھی بھی اس کو غفلت میں نہ بِسارو — رب کی رضا کو مانگو اور عاقبت سنوارو
عملوں کو مومنوں کے، دینے دوام آیا
اے مومنو! مبارک !! ماہِ صیام آیا

وصایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہوتو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

مسل نمبر 10941: مَیں عاطف محمود عادل بھٹی ولد مکرم محمود احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 2؍مارچ 1996، ساکن وارڈ نمبر 4 نزدیک پولیس لائن ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18؍نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: محمود احمد العبد: عاطف محمود عادل بھٹی گواہ: محمد رفیق بھٹی

مسل نمبر 10942: مَیں سہیل احمد ولد مکرم نثار احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ وکالت عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23؍نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/5000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: رفیق احمد طارق العبد: سہیل احمد بھٹی گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10943: مَیں طاہر احمد ولد مکرم ظفر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 20؍جون 2003 پیدائشی احمدی، ساکن ریکیاں (بڈھانوں) تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22؍نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سفیر احمد بھٹی العبد: طاہر احمد گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10944: مَیں منیرہ بیگم زوجہ مکرم مبشر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 45 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ڈاکخانہ ریکیاں ضلع درہال صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک انگوٹھی، ایک جوڑی بالیاں (قیمت اندازاً -/50,000 روپئے) حق مہر -/5000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالباسط الامۃ: منیرہ بیگم گواہ: اخلاق احمد

مسل نمبر 10945: مَیں رضیہ بیگم زوجہ مکرم غلام منی صاحب مرحوم، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 65 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ڈاکخانہ ریکیاں تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 18؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور نقرئی: 2 بالیاں، چوڑی (وزن 6 گرام 22 کیریٹ) حق مہر مبلغ -/5000 روپئے، نقد -/10,000 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سفیر احمد بھٹی الامۃ: رضیہ بیگم گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10946: مَیں شاہین اختر زوجہ مکرم ظفر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ عارضی ملازمت عمر 52 سال پیدائشی احمدی، ساکن بڈھانوں ڈاکخانہ ریکیاں تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ایک جوڑی بالیاں، ہار، تین عدد انگوٹھیاں (اندازاً قیمت -/1,50,000 روپئے) حق مہر -/30,000 روپئے بذمہ خاوند۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالباسط الامۃ: شاہین اختر گواہ: منیب احمد

مسل نمبر 10947: مَیں ثمینہ رانی بنت مکرم مبشر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 13؍اپریل 1994 پیدائشی احمدی، ساکن ریکیاں تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: اخلاق احمد الامۃ: ثمینہ رانی گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10948: مَیں ولایت بیگم زوجہ مکرم عزیز احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 62 سال پیدائشی احمدی، ساکن دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر -/1000 روپئے، زیور ایک کوکا قیمت -/800 روپئے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: سلطان احمد الامۃ: ولایت بیگم گواہ: مبارک احمد شاد

مسل نمبر 10949: مَیں صبا فردوس بنت مکرم مظفر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 8؍مئی 2002 پیدائشی احمدی، ساکن جماعت احمدیہ چارکوٹ ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27؍نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: مبارک احمد شاد الامۃ: صبا فردوس گواہ: عمران احمد

مسل نمبر 10950: مَیں منیب احمد ولد مکرم مبشر احمد صاحب، قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 25 سال پیدائشی احمدی، ساکن ریکیاں تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22؍نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: اخلاق احمد العبد: منیب احمد گواہ: عبدالباسط

مسل نمبر 10951: میں امۃ الرشید زوجہ مکرم وجاہت احمد قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 اپریل 2001 پیدائشی احمدی ساکن: ڈاکخانہ دھری ارلیوٹ ضلع راجوری تحصیل منجہ کوٹ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر 50000 روپے، ایک عدد سونے کا کوکا۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: سفیر احمد بھٹی الامۃ: امۃ الرشید گواہ: محمد افضل

مسل نمبر 10952: میں مصور احمد ولد مکرم محمد نذیر مبشر صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 14 ستمبر 2005 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ ضلع راجوری تحصیل منجہ کوٹ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 20 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عمران احمد العبد: مصور احمد گواہ: سفیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10953: میں طلحہ طاہر ولد مکرم محمد اکبر صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 26 مارچ 2007 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ ضلع راجوری تحصیل منجہ کوٹ صوبہ جموں کشمیر، مستقل پتا: محلہ محمود قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: عمران احمد العبد: طلحہ طاہر گواہ: سفیر احمد بھٹی

مسل نمبر 10954: میں شبانہ اعظمی بنت مکرم محمد اسلم صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 10 مارچ 1995 پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ ضلع راجوری تحصیل منجہ کوٹ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 24 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ ایک انگوٹھی جسکی قیمت تقریباً 6000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 300 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ: یاسین احمد الامۃ: شبانہ اعظمی گواہ: عمران احمد

مسل نمبر 10955: میں راحلہ یونس بنت مکرم یونس صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن دھنور جرالاں ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ: عبدالباسط الامۃ: راحلہ یونس گواہ: قمر احمد بھٹی

مسل نمبر 10956: میں وجیہہ کوثر بنت مکرم محمد افضل صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم عمر 19 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ ضلع راجوری تحصیل منجہ کوٹ صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت

ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:سفیر احمد بھٹی الامۃ:وجیہہ کوثر گواہ:محمد افضل

مسل نمبر 10957: میں وقار یونس ولد مکرم محمد یونس صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم،عمر 24 سال پیدائشی احمدی ساکن دھنور جرالاں ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 17 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:عبدالباسط العبد:وقار یونس گواہ:قمر احمد بھٹی

مسل نمبر 10958: میں انیس احمد ولد مکرم مبشر احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 20 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ ریکیاں تحصیل درہال ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 22 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:منیب احمد العبد:انیس احمد گواہ:عبدالباسط

مسل نمبر 10959: میں نسرین اختر زوجہ مکرم عمران احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 26 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔مہر 250000 روپے،مہر میں سے ہی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپئے کا زیور ہے،ایک عدد چین، ایک عدد ٹاپس، دوعدد انگوٹھی، ایک عدد کوکا (سونے کی شکل میں) میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔گواہ:غلام احمد الامۃ:نسرین اختر گواہ:مبارک احمد شاد

مسل نمبر 10960: میں تسنیم کوثر، بنت مکرم نسیم ظفر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش 27 اکتوبر 1998 پیدائشی احمدی ساکن بڑھانوں ریکیاں ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 23 نومبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:اخلاق احمد الامۃ:تسنیم کوثر گواہ:عبدالباسط

مسل نمبر 10961: میں سلطان احمد، ولد مکرم غلام احمد صاحب،قوم احمدی مسلمان پیشہ ڈرائیور عمر 45 سال پیدائشی احمدی ساکن ڈاکخانہ دہری ارلیوٹ تحصیل منجہ کوٹ ضلع راجوری صوبہ جموں کشمیر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز تجارت ماہوار 25000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:مبارک احمد شاد العبد:سلطان احمد گواہ:نبیل احمد بھٹی

مسل نمبر 10962: میں صالحہ صدیقہ زوجہ مکرم ایم محمد ظفر اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 1 جون 1996 پیدائشی احمدی ساکن بیدی کواٹرز ایس این نگر ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔کان کی بالیاں ایک جوڑی 4.2 گرام، دو انگوٹھیاں دو گرام منگل سوتر 27.2 گرام (تمام زیورات 22 کیرٹ) زیور نقرئی پازیب 63.3 گرام،حق مہر 25000 (پچیس ہزار روپے) میرا گزارہ آمد ازخورد ونوش ماہوار 600 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔
گواہ:طارق سلمان الامۃ:صالحہ صدیقہ گواہ:محمد نصیر الحق آچاریہ

مسل نمبر 10963: میں شیخ آفتاب احمد ولد مکرم روزاب صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خادم مسجد عمر 52 سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسجد بنگلور کرناٹک ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک عدد پلاٹ 5 مرلہ بمقام قادیان قریب باغ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور۔میرا گزارہ آمد ازملازمت ماہوار 8000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ:شمیم احمد غوری العبد:شیخ آفتاب احمد گواہ:کے وی محمد طاہر

مسل نمبر 10964: میں سید سالک احمد مجید ولد مکرم سید شارق احمد صاحب مجید قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 18 سال پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسجد بنگلور کرناٹک ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز خورد ونوش ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شمیم احمد غوری العبد:سید سالک احمد مجید گواہ:کے.وی.محمد طاہر احمد

مسل نمبر 10965: میں محسنہ سعادت زوجہ مکرم سعادت اللہ قریشی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 42 سال پیدائشی احمدی ساکن ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 14 ستمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک مکان مقام راجہ پور کالونی بنگلور heppur میں ہے جسکا رقبہ 30/40 ہے۔حق مہر 25 ہزار روپئے۔میرا گزارہ آمد ازخورد ونوش ماہوار 2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شمیم احمد غوری الامۃ:محسنہ سعادت گواہ:کے وی محمد طاہر

مسل نمبر 10966: میں محمد رضی اللہ موسیٰ رضا ولد مکرم محمد نعمت اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان بے روزگار عمر 30 سال پیدائشی احمدی ساکن ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 13 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد ماہوار 5000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شمیم احمد غوری العبد:محمد رضی اللہ موسیٰ رضا گواہ:کے وی محمد طاہر

مسل نمبر 10967: میں صفیان احمد ولد مکرم منصور احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم عمر 23 سال پیدائشی احمدی ساکن ضلع بنگلور صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:شمیم احمد غورری العبد:صفیان احمد گواہ:کے وی طاہر احمد

مسل نمبر 10968: میں تقی الرحمٰن ولد مکرم ایم فضل الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ پرائیویٹ جاب عمر 29 سال پیدائشی احمدی، ساکن B013 کلپتھارولیک وِیُوا پارٹمنٹ (جے پی نگر 6th فیس) بنگلور (اپوزٹ روتاچلی گورنمنٹ اسکول) بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11 ستمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار 31000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔
گواہ:شمیم احمد غوری العبد:تقی الرحمٰن گواہ:کے وی محمد طاہر

مسل نمبر 10969: میں ایم فرید احمد، ولد مکرم ایم رشید احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم، تاریخ پیدائش 17 ستمبر 2003 پیدائشی احمدی ساکن احمدیہ مسجد چکپٹا روڈ سوربؔ، شموگہ، صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3 دسمبر 2022 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 200 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔ گواہ:جاوید احمد سنوری العبد:ایم فرید احمد گواہ:محمد نصیر الحق

مسل نمبر 10970: میں نائلہ کوکب زوجہ مکرم طاہر شریف صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری، تاریخ پیدائش 27 اپریل 1988 پیدائشی احمدی ساکن: احمدیہ مسلم مسجد ضلع شموگہ صوبہ کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 2 دسمبر 2022 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدرانجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اسوقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔کنگن 2 عدد 25.300 گرام،نیکلس 2 عدد 46.2 گرام، کان کی بالیاں 2 عدد 8.9 گرام، انگوٹھیاں 5 عدد 14.6 گرام (کل زیورات 22 کیرٹ) زیور نقرئی پازیب 2 سیٹ 50 گرام۔حق مہر 120000 روپے، میرا گزارہ آمداز جیب خرچ ماہوار 1000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تازیست حسب قواعد صدرانجمن احمدیہ قادیان، بھارت کوادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اسپر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ منظوری سے نافذ کی جائے۔ گواہ:طارق سلمان الامۃ:نائلہ کوکب گواہ:محمد نصیر الحق آچاریہ

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57
ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly **BADAR** Qadian
Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA
Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 72 Thursday 30 - March - 2023 Issue. 13

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح ومہدی آنے والا تھا وہ آگیا اور آنحضرت ﷺ کا حقیقی غلامِ صادق یہی ہے اور اسکی بیعت میں آنا آنحضور ﷺ کے حکم کے موجب ضروری ہے تو مسلمان، دُنیا میں اپنی برتری دوبارہ قائم کرلینگے ورنہ انکا یہی حال رہنا ہے جو ہے

دنیا کے سبھی احمدیوں کیلئے اور پاکستان، بورکینا فاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کیلئے نیز دُنیا کے تباہی سے بچنے کیلئے دعا کی تحریک

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 24 / مارچ 2023ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (ٹلفورڈ) یو. کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سورہ جمعہ کی آیات 3 اور 4 کی تلاوت فرمائی۔ هُوَ الَّذِيْ بَعَثَ فِي الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۳ وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴

ترجمہ:: وہی ہے جس نے اُمّی لوگوں میں انہی میں سے ایک عظیم رسول مبعوث کیا وہ ان پر اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب کی اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے جبکہ اس سے پہلے وہ یقیناً کھلی کھلی گمراہی میں تھے۔ اور ان ہی میں سے دوسروں کی طرف بھی (اسے مبعوث کیا ہے) جو ابھی ان سے نہیں ملے۔ وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا :

23 مارچ کا دن جماعت احمدیہ میں یومِ مسیح موعود کے نام سے جانا جاتا ہے۔ کل 23 / مارچ تھی۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے اور رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئیوں کے مطابق زمانے کے امام مسیح موعود ومہدی معہودؑ کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

23 / مارچ 1889ء کو آپؑ نے لدھیانے میں بیعت لے کر مخلصین کی جماعت قائم فرمائی۔ سورہ جمعہ کی جن آیات کی مَیں نے تلاوت کی ہے ان میں آنحضرت ﷺ کے غلامِ صادق کے آنے اور اس کے ذریعے ایک جماعت کے قیام کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اسکے علاوہ بھی دیگر آیات اور احادیث میں یہ خوش خبری موجود ہے۔ اس وقت مَیں ان آیات کی وضاحت اور آنیوالے مسیح موعود کے زمانے کی مختلف نشانیاں جو بیان ہوئی ہیں انکی تفصیل حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں بیان کرونگا۔ اسی طرح آپؑ کا دعویٰ کیا تھا وہ بھی مختصر طور پر آپؑ کے الفاظ میں پیش کرونگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اس آیت کا ماحصل یہ ہے کہ خدا وہ خدا ہے جس نے ایسے وقت میں رسول بھیجا کہ لوگ علم اور حکمت سے بے بہرہ ہو چکے تھے۔ عُلومِ حکمیہ دینیہ جن سے تکمیلِ نفس ہو اور نفوسِ انسانی اپنے کمال کو پہنچے بالکل گم ہو گئے تھے۔ تب ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے اپنا رسول اُمّی بھیجا اور اس رسول نے ان کے نفسوں کو پاک کیا اور علم الکتاب اور حکمت سے ان کو مملو کیا یعنی نشانوں اور معجزات سے مرتبہ یقینِ کامل تک انکو پہنچایا۔ پھر فرمایا: ایک گروہ اور ہے جو آخری زمانے میں ظاہر ہوگا وہ بھی اول تاریکی و گمراہی میں ہوں گے تب خدا ان کو بھی صحابہ کے رنگ میں لائے گا۔ یہانتک کہ انکا صدق اور یقین بھی صحابہ کے صدق اور یقین کی مانند ہو جائیگا۔ حدیثِ صحیح میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس حدیث کیوقت سلمان فارسیؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور فرمایا لَوْ كَانَ الْاِيْمَانُ مُعَلَّقًا بِالثُّرَيَّا لَنَالَهٗ رَجُلٌ مِّنْ فَارِسَ اس زمانے کی نسبت فرمایا گیا ہے کہ قرآن آسمان پر اٹھایا جائے گا یہی وہ زمانہ ہے جو مسیح موعود کا زمانہ ہے۔ یہ فارسی الاصل وہی ہے جس کا نام مسیح موعود ہے۔

فرمایا: اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ کمال ضلالت کے بعد ہدایت اور حکمت پانے والے اور آنحضرت ﷺ کے معجزات اور برکات کو مشاہدہ کرنے والے دو ہی گروہ ہیں اول صحابہ اور دوسرا گروہ جو مانند صحابہ ہیں وہ مسیح موعود کا گروہ ہے۔ کیونکہ یہ گروہ بھی آنحضرت ﷺ کے معجزات کو دیکھنے والا ہے۔ آج کل ایسا ہی ہوا ہے۔ چنانچہ تیرہ سو برس بعد آنحضرت ﷺ کے معجزات کا دروازہ کھل گیا ہے اور لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہے کہ خسوف وکسوف رمضان میں موافق حدیث دارقطنی اور فتاویٰ ابنِ حجر کے ظہور میں آگیا۔ پھر ذوالسنین ستارہ بھی جس کا نکلنا مہدی اور مسیح موعود کے وقت میں بیان کیا گیا تھا ہزاروں لوگوں نے نکلتا ہوا دیکھ لیا۔ ایسا ہی جاوا کی آگ بھی ہزاروں لوگوں نے مشاہدہ کی۔ ایسا ہی طاعون کا پھیلنا اور حج سے روکے جانا بھی سب نے بچشم خود مشاہدہ کرلیا۔ ملک میں ریل کا تیار ہونا اور اونٹوں کا بےکار ہونا یہ سب آنحضرت ﷺ کے معجزات تھے جو اس زمانے میں اسی طرح دیکھے گئے جیسے صحابہ نے معجزات کو دیکھا تھا۔ اسی وجہ سے اللہ جلّ شانہٗ نے اس آخری گروہ کو مِنْهُمْ کے لفظ سے پکارا تا کہ یہ اشارہ کرے کہ معائنہ معجزات میں یہ بھی صحابہ کے رنگ میں ہیں۔ سوچ کر دیکھو کہ تیرہ سو برس میں ایسا زمانہ منہاجِ نبوت کا کس نے پایا ہے۔

ہماری جماعت کوکئی وجوہ سے صحابہ کی جماعت سے مشابہت ہے۔ وہ خدا کے نشانوں اور تازہ بتازہ تائیدات سے نور اور یقین پاتے ہیں جیسے صحابہ نے پایا۔ وہ خدا کی راہ میں لوگوں کی لعن طعن، ہنسی، ٹھٹھے اور بدزبانی اور قطع رحم کا صدمہ اٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔ وہ خدا کے نشانوں اور آسمانی مدد سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسے صحابہ نے حاصل کی۔ بہتیرے ان میں سے ہیں کہ نماز میں روتے ہیں اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ روتے تھے۔ بہتیرے ان میں سے وحی والہام سے مشرف ہوتے ہیں جیسے صحابہ ہوتے تھے۔

جیسے یہ جماعت صحابہ سے مشابہ ہے ویسے ہی وہ شخص جو اس جماعت کا امام ہے وہ آنحضرت ﷺ سے مشابہت رکھتا ہے جیسا کہ خود آنحضرت ﷺ نے مہدی معہود کی یہ صفت بیان فرمائی کہ وہ آپؐ سے مشابہ ہوگا۔ دو مشابہت اس کے وجود میں ہوں گی ایک مشابہت حضرت مسیحؑ کے وجود سے جس کی وجہ سے وہ مسیح کہلائے گا اور دوسری مشابہت آنحضرت ﷺ سے جس کی وجہ سے وہ مہدی کہلائے گا۔

اپنے دعویٰ کی نسبت آپؑ فرماتے ہیں کہ جب خدا تعالیٰ نے زمانے کی موجودہ حالت کو دیکھ کر اور زمانے کو طرح طرح کے فسق اور معصیت اور گناہ سے بھرا ہوا دیکھ کر مجھے تبلیغ حق اور اصلاح کے لیے مبعوث فرمایا۔ اور یہ زمانہ بھی ایسا تھا کہ لوگ تیرھویں صدی ہجری کو ختم کر کے چودھویں صدی کے سر پر پہنچ گئے تھے۔ تب مَیں نے اس حکم کی پابندی سے عام لوگوں میں بذریعہ تحریری اشتہارات اور تقریروں کے یہ ندا کرنی شروع کی کہ اس صدی کے سر پر جو تجدیدِ دین کے لیے آنے والا تھا وہ مَیں ہی ہوں۔ تا وہ ایمان جو زمین پر سے اٹھ گیا ہے اسے دوبارہ قائم کروں۔

اس پر کیا دلیل ہے کہ آنے والے مسیح موعود آپؑ ہی ہیں اس حوالے سے آپؑ فرماتے ہیں کہ اس کا جواب یہ ہے کہ جس زمانے اور جس ملک اور جس قصبے میں مسیح موعود کا ظاہر ہونا قرآن شریف اور احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور جن افعالِ خاصّہ کو مسیح کے وجود کی علّتِ غائی ٹھہرایا گیا ہے اور جن حوادثِ ارضی وسماوی کو مسیح موعود کے ظاہر ہونے کی علامات ٹھہرایا گیا ہے اور جن عُلوم ومعارف کو مسیح موعود کا خاصّہ ٹھہرایا گیا ہے وہ سب باتیں اللہ تعالیٰ نے مجھ میں اور میرے زمانے میں اور میرے ملک میں جمع کر دی ہیں۔

سلسلہ کی ترقیات کے متعلق آپؑ فرماتے ہیں کہ آج سے 23 برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے کہ لوگ کوشش کریں گے کہ اس سلسلے کو مٹا دیں۔ ہر ایک مکر کام میں لائیں گے مگر خدا تعالیٰ اس سلسلے کی تائید ہمیشہ فرمائے گا۔ حضور انور نے فرمایا آج بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے براہینِ احمدیہ میں فرمایا تھا کہ فصاحت و بلاغت کے چشمے تیرے لبوں پر جاری کیے گئے۔ اس نشان کا ثبوت حضورؑ کی کتابیں ہیں۔ کئی کتابیں عربی بلیغ میں تالیف کر کے ہزار ہا روپے کے انعام کے ساتھ شائع کی گئیں لیکن کوئی مقابلے کے لیے نہ آیا۔

دعا کی قبولیت کے نشانات کے حوالے سے حضور انور نے طالبِ علم عبدالکریم ولد عبدالرحمٰن ساکن حیدرآباد دکن کی مثال پیش فرمائی جو قادیان میں پڑھنے آئے تھے اور انہیں پاگل کتّے نے کاٹ لیا تھا۔ عبدالکریم کو علاج کیلئے کسولی بھیج دیا گیا جہاں اُن کا چند دنوں تک علاج ہوتا رہا۔ پھر وہ قادیان آگئے اور کچھ دن کے بعد اُن میں آثار دیوانگی کے ظاہر ہوئے۔ اور ڈاکٹروں نے اسے لاعلاج قرار دے دیا تھا لیکن وہ آپؑ کی دعا سے ٹھیک ہوگیا۔ حضور انور نے ڈاکٹر الیگزینڈر ڈوئی، غلام دستگیر قصوری اور چراغ دین جمونی کی مثالیں بھی پیش فرمائیں۔

حضور انور نے فرمایا آج مسلمان اگر اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ جو مسیح ومہدی آنے والا تھا وہ آگیا اور آنحضرت ﷺ کا حقیقی غلامِ صادق یہی ہے اور اس کی بیعت میں آنا آنحضور ﷺ کے حکم کے موجب ضروری ہے تو مسلمان دنیا میں اپنی برتری دوبارہ قائم کرلیں گے ورنہ ان کا یہی حال رہنا ہے جو ہے۔

خطبے کے آخر میں حضور انور نے دُنیا کے سبھی احمدیوں کے لئے عموماً اور پاکستان، برکینا فاسو اور بنگلہ دیش کے احمدیوں کے لئے خصوصا دُعا کی تحریک فرمائی۔ نیز دنیا کے تباہی سے بچنے کے لیے دعا کی تحریک فرمائی۔

......☆......☆......

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad